"(اے مسلمانو!) تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقہ فرقہ ہو گئے اور اُن میں پھوٹ پڑ گئی۔ اس کے بعد کہ ان کے پاس روشن نشانیاں آچکی تھیں اور اُن کے لیے (بہت) بڑا عذاب ہے۔" (سورۃ آل عمران — ۱۰۵)

ایک ہوں مُسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر
(اقبالؒ)

اِتّحادِ اُمّت

مؤلف: سیّد محمّد سعید الحسن شاہ

ناشر
ادارہ حزبُ الاسلام
۲۰۱ ر-ب ضلع فیصل آباد

Marfat.com

"(اے مسلمانو!) تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جو فرقہ فرقہ ہوگئے اور اُن میں پھوٹ پڑگئی۔ اس کے بعد کہ ان کے پاس روشن نشانیاں آچکی تھیں اور اُن کے لیے (بہت) بڑا عذاب ہے۔" (سورۃ آل عمران — ۱۰۵)

ایک ہوں مُسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر
(اقبالؒ)

اِتّحادِ اُمّت

مؤلّف: سیّد محمّد سعید الحسن شاہ

ناشر

ادارہ حزب الاسلام ۲۰۱ ر ب ضلع فیصل آباد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک اللہ (تعالیٰ)، ایک رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام)، ایک قرآن کو ماننے والی قوم مسلم آج گروہ بندیوں کا شکار نظر آتی ہیں۔ نئے نئے فرقے جنم لے رہے ہیں۔ ایک قبلہ کی طرف منہ کرکے بارگاہِ ربّ العزّت میں سر بسجود ہونے والے ایک دوسرے پر کفر، شرک، بدعت کے اور نہ جانے کیا کیا فتوے لگا رہے ہیں۔ دُشنام طرازی کی توپوں کے دہانے کھُلے ہوئے ہیں۔ ایک فرقہ کا پیروکار دوسرے پر پھبتیاں کسنا، مذاق اڑانا، اُس کی عزتِ نفس کو مجروح کرنا گویا اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے۔ دینِ متین کے محافظ علماء کرام کے رُوپ میں کچھ ایسے علماء سوء پیدا ہوچکے ہیں کہ جن کا مقصد ہی لوگوں کو لڑانا اور بھڑکانا ہے۔ افسوس صد افسوس کہ علم قرآن و حدیث رکھنے کے دعویدار علماء، اپنے ہاتھوں منبر و محراب کے تقدس کو پامال کر رہے ہیں۔ اس صورت حال میں کسی دوسرے سے بھلائی کی توقع یقیناً عبث ہوگی، کیونکہ ؎

جب مسیحا دشمنِ جاں ہو تو کیا ہو زندگی
کون راہ بتلا سکے جب خضر بہکانے لگیں

وہ مساجد و خانقاہیں، وہ دینی مدارس اور ادارے کہ جہاں سے اتحادِ ملت کی صدا بلند ہونی چاہیے تھی، وہاں سے افتراقِ ملّت کا شور و غوغا برپا ہو رہا ہے افسوس کہ ؏

چوں کفر از کعبہ برخیزد، کجا ماند مسلمانی

بندۂ ناچیز (مؤلف کتابچہ)، اپنے ذی وقار علماء کی خدمت میں یہ گزارش کرنے کی جسارت کرتا ہے کہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا[1] کی عملی مثال بن کر

---

[1] ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ بازی نہ کرو۔

Marfat.com

وا ... ن علوم انبیا ... ہونے کا صحیح حق ادا ... یں اور قوم کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے میں بھرپور کردار ادا فرمائیں، ورنہ آپ یہ جانتے ہیں کہ سب سے زیادہ گرفت آپ ہی کی ہوگی۔ اس میں شک نہیں کہ من حیث القوم ہم تمام مسلمانوں پر کُنتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ .... اع[1] کے مطابق یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم سب اپنے طور پر اپنے اپنے قبیلے، خاندان، اہل محلہ کو خصوصی اور دیگر احباب کو عمومی طور پر صراطِ مستقیم کی ہدایت کرتے ہیں، لیکن علماء کرام پر یہ فرض بدرجۂ اتم عائد ہوتا ہے کہ وہ قوم کی اصلاح میں مثبت کردار ادا کریں، کیونکہ جس کا درجہ جتنا بلند ہوگا اُس کے لیے سزا بھی اتنی ہی بڑی ہوگی، اس چیز کو واضح کرنے کے لیے ذیل میں علماء حق اور علماءِ سُوء کے متعلق کچھ احادیثِ مبارکہ نقل کرتا ہوں۔

علماء حق کی فضیلت

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا فرماتا ہے، بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے (بخاری، مُسلم)

کثیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں حضرت ابو درداءؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اُن کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ اے ابی درداء میں تمہارے پاس حضور علیہ السلام کے شہر سے آیا ہوں اور اس کے سوا مجھے کوئی بھی کام نہیں کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہو اور میں وہ سننے کے لیے حاضر ہوا ہوں) ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا "جو علم طلب کرنے کے لیے کسی راہ پر چلے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کی راہ پر چلاتا ہے اور فرشتے اپنے پر طالب علم کی رضامندی کے لیے (اس کے پاؤں تلے) بچھاتے ہیں۔ بیشک ہر وہ چیز جو بھی زمین و آسمان میں ہے وہ بھی اور پانی کے اندر مچھلیاں بھی عالمِ دین کے لیے استغفار کرتی ہیں اور عالمِ دین کی فضیلت عابد زاہد

---

[1] تم ایک بہترین اُمت ہو جو کہ لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو

Marfat.com

پر ایسے ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر تحقیق علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں تحقیق انبیاء کرام درہم اور دینار اپنے ورثہ میں نہیں چھوڑ گئے۔ انہوں نے علم ورثہ میں چھوڑا ہے۔ جس نے اسے حاصل کیا، اس نے کامل حصہ لے لیا" احمد، ترمذی، ابی داؤد، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک فقیہہ شیطان پر ایک ہزار عابد سے سخت تر ہے" (ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ سخاوت کرنے میں سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخی ہے، پھر تمام بنی آدم میں سے میں سخی ہوں، میرے بعد وہ شخص سخی ہے جس نے علم سیکھا، پھر اُسے پھیلایا۔ وہ قیامت کے دن آئے گا، وہ امیر ہوگا یا فرمایا کہ اکیلا ہی جماعت (کے برابر) ہوگا۔ مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا ثواب منقطع ہو جاتا ہے، مگر تین عملوں کا ثواب باقی رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ، یا علم کہ جس سے (دینی) نفع حاصل کیا جائے یا صالح اولاد جو اس کے لیے دُعا کرے" (مسلم شریف) یعنی عالمِ دین کو مرنے کے بعد بھی ثواب ملتا رہتا ہے۔

صاحبِ مشکوٰۃ نے حضرت ابوامامہ باہلی کی ایک حدیث پاک نقل فرمائی جس میں ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اور تمام اہل آسمان اور اہل زمین حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والے دین کے لیے دُعائے خیر کرتی ہیں (مشکوٰۃ کتاب العلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص

Marfat.com

رکھتا ہے کہ دوزخ کی آگ سے آزاد ہونے والوں کو دیکھے، تو وہ دین کے طالب علموں کو دیکھ لے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے کہ طالب علم عالمِ دین کے دروازے پر نہیں آتا جاتا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اُس کے ہر قدم کے بدلے میں ایک سال کی عبادت درج فرماتا ہے اور ہر قدم کے عوض جنت میں ایک شہر تیار فرماتا ہے اور وہ جب زمین پر چلتا ہے تو زمین اُس کے لیے استغفار کرتی ہے (اس روایت کو صاحب نزہتہ المجالس نے نقل کیا)

مذکورہ بالا روایات سے علماءِ حقہ کی قدر و منزلت اور فضیلت کا پتہ چلتا ہے، ان کے برعکس علماءِ سُوء کے متعلق جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اس سے کچھ ملاحظہ فرمائیے

علماءِ سُوء

حضرت عبداللہ ابن عمرو فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ...... "جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا، پس چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں پائے" (بخاری شریف)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس سے علم کی بات پوچھی گئی، پھر اُس نے اُس کو چھپایا، تو قیامت کے دن اُسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی" (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن پاک میں (محض) اپنی عقل سے کچھ کہا (یعنی تفسیر کی) پس چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنالے (ترمذی)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ جل شانہ کی جب الحزن سے پناہ پکڑو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم جب الحزن کیا ہے؟ فرمایا: جہنم کی ایک وادی ہے جہنم اُس سے ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم

Marfat.com

اُس میں کون (بدبخت) داخل ہوں گے ؟ فرمایا اپنے اعمال کا دکھلاوا کرنے والے قاری (یعنی عالم) ترمذی شریف) ابن ماجہ میں اتنا زیادہ ہے : اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بُرے قاریوں (یعنی علماء) سے وہ ہیں جو امراء کو خوش کرنے کے لیے اُن سے) ملاقات کرتے ہیں۔ محاربی نے کہا اس جگہ ظالم حکمران مراد ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ صرف اسلام کا نام ہی رہ جائے گا (عمل نہ ہوگا) قرآن محض رسمی طور پر رہ جائے گا۔ اُن کی مسجدیں تو آباد ہوں گی، مگر فی الحقیقت ہدایت سے خالی ہوں گی، ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہیں، ان کے نزدیک سے فتنہ اُٹھے گا اور ان میں ہی لوٹ آئے گا" (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ کے لحاظ سے تمام انسانوں سے زیادہ بدترین شخص وہ ہوگا جس نے اپنے علم سے نفع حاصل نہ کیا (یعنی ہدایت نہ پائی اور نہ ہی نصیحت کی) (مشکوٰۃ)

احوص بن حکیم نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے بُرائی کے متعلق سوال کیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھ سے شر کے متعلق سوال نہ کرو، بلکہ مجھ سے خیر کے متعلق ہی سوال کرو، تین مرتبہ یہ ہی کلمات ارشاد فرمائے۔ پھر فرمایا خبردار! بُروں میں بدترین بُرے علماء ہیں اور بھلوں میں بہترین اچھے علماء ہیں (رواہ دارمی ومشکوٰۃ)

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ . . . . حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "جو اسلام میں کسی اچھے طریقے کو رواج دے (یعنی نکالے) اُس کے لیے اس کا ثواب ہے اور اُس شخص کا ثواب بھی کہ جس نے اُس پر عمل کیا بغیر اس کے کہ اس کے ثواب میں کچھ کمی ہو اور جس نے بُرے طریقے کو رائج کیا (یعنی نکالا) اُس پر اُس کا گناہ ہے اور اُن لوگوں کا گناہ بھی جنہوں نے اس کے بعد اس (بُرے طریقے) پر عمل کیا بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کمی ہو" (مسلم شریف)

Marfat.com

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "جو کوئی وہ علم سیکھے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہوتی ہے (یعنی علمِ دین) لیکن وہ (خدا تعالیٰ کی رضا کی بجائے) اس لیے سیکھتا ہے کہ دُنیا حاصل کرے، وہ قیامت کے دن جنت تو درکنار، جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا۔" (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حکومت کی کاسہ لیسی کرنے والے علماء جو حق کہنے سے ہچکچاتے ہیں، وہ عبرت حاصل کریں۔

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، میری اُمت میں اختلاف اور تفرقہ ہوگا۔ ایک ایسا گروہ ہوگا جو اچھا کہیں گے اور بُرا کریں گے، وہ قرآن کریم پڑھیں گے جو اُن کی گردن کے نرخرہ سے آگے نہیں بڑھے گا، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ دین کی طرف نہیں لوٹیں گے۔ یہاں تک کہ تیر اپنے کمان کی طرف لوٹ آئے۔ وہ لوگ بدترین مخلوق میں سے ہوں گے۔ خوشحالی اس شخص کے لیے ہے کہ جو اِن کو قتل کرے اور وہ اس کو قتل کریں۔ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف بُلائیں گے (یعنی تبلیغ تو کریں گے) حالانکہ اُن کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اُن سے جو لڑائی کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اُن کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا، سر منڈانا (ابی داؤد شریف)

خارجیوں کے متعلق حضرت شریک بن شہاب کی روایت میں حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ مال پیش کیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے اُسے تقسیم فرما دیا دائیں جانب والوں کو بھی دیا اور بائیں جانب والوں کو بھی، مگر پیچھے بیٹھنے والوں کو نہ دیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے سے ایک شخص کھڑا ہوا اس نے کہا، اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) تو نے تقسیم کرنے میں انصاف سے کام نہیں لیا۔ وہ ایک سیاہ فام آدمی تھا، اس کے بال مُنڈے ہوئے تھے۔ اس نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے حضور علیہ السلام اُس کی بکواس سُن کر سخت ناراض ہو گئے اور فرمایا میرے بعد مجھ سے زیادہ انصاف والا انسان

Marfat.com

تم نہ دیکھو گے۔ پھر فرمایا؛ آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی۔ گویا یہ شخص اُن میں سے ہی ہے، وہ (لوگوں کو سنانے کے لیے) قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ اُن کی گردنوں کے نرخرہ سے نیچے نہیں جائے گا۔ وہ (عالم و قاری ہونے کے باوجود) اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ اُن کی علامت سر منڈانا ہے، وہ ہمیشہ خروج کرتے رہیں گے۔ حتّٰی کہ اُن کا آخری ٹولہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا۔ جب تم اُن کو ملو اُن کو قتل کردو، وہ انسانوں اور جانوروں میں بدترین ہیں۔ (سنن نسائی۔ مشکوٰۃ)

اس موضوع یعنی علماءِ حق کی فضیلت اور علماء سُوء کی تذلیل پر بہت سی احادیث مبارکہ موجود ہیں، بلکہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے علماء سُوء کے سربراہ کی جائے پیدائش اور قبیلہ کے نام تک سے مطلع فرمادیا۔ اگر ہم اُن تمام باتوں کو یہاں پوری شرح و بسط کے ساتھ ضبطِ تحریر میں لائیں، تو نہ صرف گفتگو دراز ہوگی، بلکہ یہ مختصر کتابچہ بننے کی بجائے ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔ ایک عقلمند و دانا کے لیے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اور سمجھنے کے لیے نقل کردہ چند ایک احادیثِ مبارکہ ہی کافی ہیں (اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو)

مذکورہ بالا احادیثِ مقدسہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے وہ تمام احباب جو منصبِ علماء پہ فائز ہیں ذرا غور فرمائیں کہ وہ کن علماء کا کردار ادا کر رہے ہیں؟ خدانخواستہ کہیں داعی الی اللہ ہونے کی بجائے داعی الی النّار تو نہیں بن رہے۔

آج جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملتا ہے تو (اگر وہ مذہبی قسم کا آدمی ہو تو) یہ جاننے کی کوشش کرتا ہے کہ میرا مخاطب سنی ہے یا شیعہ؟ بریلوی ہے کہ دیوبندی؟ مقلد ہے یا غیر مقلد؟ ۔۔۔۔۔۔ آخر ۔۔۔۔۔ ع

کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں!

باوجودیکہ انسانیت کو تفرقہ بازی کے دوزخ میں دھکیلنے والے مختلف چہروں کے ساتھ برسرِ عمل ہیں، مگر اس جگہ صرف اُن بزرگوں کے تذکرہ پر اکتفا کیا جائے گا کہ جو علماء کرام کے شاندار اور پُرکشش

Marfat.com

رُوپ میں اسلام کا نام لے کر لڑائی کرواتے ہیں اور مرنے والوں کو شہادت کا مژدہ سُناتے ہیں جو مسندِ علماء پر تشریف فرما ہو کر بھی تعصب، حسد، بُغض، حقائق سے چشم پوشی جیسے جہالت کے اندھے کنوؤں میں گرے ہوئے ہیں - فی الحقیقت یہ علماء کرام نہیں، بلکہ ذی وقار وارثانِ علوم انبیاء کے مقدس نام کو دھبہ لگانے والے ہیں - علماء کرام کی توہین دینِ متین کی توہین ہے اور یہ سخت حرام ہے - اس جگہ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہر ایرے غیرے کے قول و فعل کو دلیل بنا کر علماء کرام کو نشانۂ نفرت نہیں بنانا چاہیے بلکہ بحیثیتِ مسلمان ہر شخص کے دل میں اپنے دینی راہنماؤں کی عزت ہونی چاہیے، کیونکہ اُن کی عزت صرف اس لیے کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف لانے والے ہیں - اس نیت سے کی جانے والی عزت علماء کی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت ہے -

مختلف فرقے

زیادہ باریکی میں جائے بغیر پاکستان کے مسلمانوں کو پہلے دو فرقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے - ایک جو خود کو اہلِ قرآن کہلاتے ہیں اور احادیثِ مبارکہ کا انکار کرتے ہیں اور دوسرے جو قرآن پاک کے ساتھ ساتھ احادیثِ نبویہ پر عمل کرنا جزوِ دین خیال کرتے ہیں -

۱- اہلِ قرآن یا مُنکرینِ حدیث

ہر صاحبِ خرد و ہوش اس حقیقت سے آشنا ہے کہ قرآن پاک میں تمام اعمال و ارکان اسلام کی زیادہ وضاحت و تشریح نہیں، اس کا معاذاللہ یہ مطلب نہیں کہ قرآن پاک ایک نامکمل کتاب ہے، بلکہ یہ تو ایک کامل ترین کتاب ہے - اگرچہ کلامِ خداوندی کو دُنیا کی کسی چیز سے مثال تو نہیں دی جاسکتی، مگر محض سمجھانے کے لیے عرض کرتا ہوں کہ مثلاً آپ پیپل یا بڑ کے درخت کا بیج دیکھیں کہ کتنا چھوٹا سا ہوتا ہے، یعنی تقریباً چیونٹی کے سر کے برابر ہوتا ہے اور ہر عقلمند جانتا ہے کہ اس بیج میں پیپل یا بڑ کا گویا پورا درخت ہوتا ہے - اس درخت کا بھاری بھرکم تنا بھی، دُور دُور تک پھیلے ہوئے ڈال، لہلہاتے ہوئے چوڑے چوڑے پتے، بلکہ اس کی نسل

Marfat.com

سے پیدا ہونے والے تمام درخت بھی اسی بیج کے اندر سمائے ہوئے ہیں۔ اب اگر کوئی بیج لے کر میز پہ رکھے اور چھوٹے چھوٹے اوزاروں سے اُس کا اپریشن کر کے مطلوبہ تنا، ڈال پتے اور درخت نکالنا چاہے تو ناممکن ہے اور پھر آپ یہ بھی نہیں کہہ سکیں گے کہ یہ بیج نامکمل ہے۔ یعنی بیج بھی مکمل ہے مگر آپ کو وہ سب کچھ حاصل کرنے کے لیے بیج کو کسی زرخیز زمین میں دفن کرنا ہو گا۔ پھر مناسب مقدار کی نمی اور وقت درکار ہے، وہ ایک ننھے سے پودے کی شکل میں نمودار ہو گا۔ پھر آہستہ آہستہ وہ عظیم الشان درخت بن جائے گا۔ بلاتشبیہہ ایسے ہی قرآن پاک کہ ہے تو مکمل ترین کتاب، مگر ہمیں اُس سے تب ہی پورا فائدہ ہو گا کہ ہم اپنی عقل کے مطابق ہی اپریشن کرتے نہ بیٹھ جائیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول علیہ السلام کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق عمل کریں۔ مثلاً قرآن پاک نے فرمایا کہ نماز قائم کرو (پڑھو) مگر صراحت کے ساتھ یہ ارشاد نہ فرمایا کہ ایک دن میں کتنی نمازیں پڑھو یا کس نماز کی کتنی رکعتیں ہیں؛ یا ایک رکعت میں کتنے رکوع اور کتنے سجدے ہیں؛ نیز نماز پڑھنے کی ترکیب اور طریقہ کیا ہے؟ ایسے ہی یہ تو ارشاد ہوا کہ زکوٰۃ دو، مگر یہ وضاحت نہ فرمائی کہ نصاب کتنا ہے؛ کتنے فیصد دی جائے۔ زندگی میں ایک بار ہی دی جائے یا ہر سال؛ پھر پالتو جانوروں کی زکوٰۃ کیا ہے؟ سونے چاندی کی کیا ہے؟ زراعت کی کیا ہے؛ یونہی حکم ہوا حج کرو، مگر کیسے کرو؟ کس مہینہ میں کرو؛ کس تاریخ کو کرو؛ عمر میں کتنی بار کرو؛ اس کے ارکان و واجبات کتنے ہیں؛ کفارہ کب اور کتنا دینا ہو گا؛ یہ وضاحت نہ فرمائی۔ ان تمام تراکیب و تشریحات کے لیے ہمیں احادیثِ مبارکہ کی طرف رجوع کرنا ہو گا۔ اگر ضد یا ہٹ دھرمی نہ ہو تو کوئی بات نہیں کہ منکرین حدیث احباب بھی حدیثِ پاک کی افادیت تسلیم کرلیں۔

۲۔ عامل بالقرآن والحدیث

یہ فرقہ قرآن و حدیث دونوں پہ عمل کا دعویدار ہے۔ اس کے پھر دو فرقے ہیں؛

(۱) شیعہ (۲) سُنّی۔ ان حضرات کی کتب احادیث وفقہ جُدا جُدا ہیں۔ ان دونوں گروہوں (شیعہ سُنّی) میں شدید اختلاف صرف اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب شیعہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہم اجمعین کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں اور ان کو کافر قرار دیتے ہوئے تبرا بازی
کرتے ہیں۔ اگر یہ حضرات تھوڑی سی احتیاط برتتے ہوئے یہ خیال فرمائیں کہ اگر اصحاب ثلاثہ واقعتاً
معاذ اللہ تعالیٰ، منافق یا کافر تھے تو سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اُن کی اقتداء میں
نمازیں کیوں ادا کیں؟ اُن کی خلافت کو کیوں تسلیم کیا؟ ظالموں کی سلطنت سے ہجرت کیوں نہ کی، جبکہ
سورۃ النساء کی آیت ۹۷ میں ایسی جگہ سے ہجرت کر جانے کا حکم ہے۔ اس کے برعکس آپ خلافت
اصحاب ثلاثہ کو برحق خیال کرتے ہوئے مالِ غنیمت سے حصہ بھی لیتے رہے۔[1]

مجھے اس جگہ کسی فرقہ کو باطل اور کسی کو برحق ثابت کرنا مقصود نہیں، بلکہ اسلام کے نام پر
اُمت وگریبان ہونے سے باز رکھنا مقصود ہے۔ خود اندازہ کیجئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
اس ارشادِ گرامی کو تمام فرقے تسلیم کرتے ہیں کہ مَن لعن شیئاً لیس له باھل
رجعت اللعنت علیه (جس کسی نے کسی ایسے پر لعنت کی کہ جو قابلِ لعنت نہیں تو
لعنت لوٹ کر لعنت کرنے والے پر آجاتی ہے، یعنی وہ خود ملعون ہو جاتا ہے) کسی ایمان والے
کو کافر کہنے والا خود ملعون و کافر ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی اہل بیت اطہار اور آلِ پاک کے ساتھ دلی طور پر بغض رکھا، وہ ملعون ہے، تو بلا شبہ اُس نے
ٹھیک کہا۔ جس کے دل میں بغض ہوگا، اُس پر لعنت ہوگی، خواہ مخواہ بعض بزرگوں کے اسمائے گرامی
لے کے اپنے ایمان کو داؤ پر لگانا کہاں کی دانشمندی ہے؟

بعض متاخرین شیعہ علماء اُمتِ مسلمہ سے افتراق وتفریق مٹاتے اور احساس ذمہ داری کا
ثبوت دیتے ہوئے ایمانِ صحابہ کا انکار نہیں کرتے۔ اس وقت میرے سامنے اخبار جنگ لاہور مؤرخہ
اپریل ۱۹۸۳ء بروز اتوار موجود ہے جس کے صفحہ اول کالم ۷، ۸ پر دو کالمی سرخی ہے:

---

[1] حضرت صدیق اکبر کے زمانہ میں مالِ غنیمت سے ملنے والی لونڈی حضرت علی مرتضیٰ نے قبول فرمائی جن سے حضرت محمد بن حنفیہ
جو امام حنیف کہا جاتا ہے پیدا ہوئے (ابن خلدون)۔ حضرت فاروق اعظم کے زمانہ میں آنے والے مالِ غنیمت سے
حضرت علی مرتضیٰ نے اپنے شہزادے امام حسین کے لیے لونڈی منتخب فرمائی جن سے حضرت امام علی اوسط کہ جن کو زین العابدین
کہا جاتا ہے، پیدا ہوئے۔

Marfat.com

صحابہ کرام کی توہین کا مرتکب دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔"

اس کے نیچے دوسری لائن میں ہے:

"اہل تشیع چاروں یاران نبی کا احترام کرتے ہیں" (علامہ نصیر الاجتہادی)

آگے تفصیل درج ہے جس میں علامہ صاحب نے ثابت فرمایا ہے کہ ہم شیعہ سُنّی ایک ہی نبی کے ماننے والے ہیں۔ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے چاروں یاران (ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا احترام کرتے ہیں، کیونکہ جو بھی صحابہ کرام کی توہین کا مرتکب ہو، وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ (ملخصاً) علامہ صاحب کوئی معمولی قسم کے مولوی صاحب نہیں، بلکہ اہل تشیع کے ممتاز لیڈر اور عالم دین ہیں۔ اس کے علاوہ سابقہ مجلس شوریٰ کے معزز رکن بھی رہے۔ اُن کے اس ارشادِ گرامی کے بعد مزید تبصرہ کی ضرورت ہی نہیں، بلکہ میں تمام شیعہ حضرات سے درخواست کروں گا کہ وہ علامہ صاحب کے اس ارشادِ گرامی پر عمل فرمائیں تاکہ نہ صرف آخرت سنورے، بلکہ اختلاف بھی ختم ہوجائے اور ہم سب مل کر اپنے خدا اور رسول کے دشمنوں کے خلاف سیسہ پلائی دیوار ثابت ہوسکیں۔ تعزیہ یا عَلم وغیرہ پر اتنی شدت سے اختلاف رُونما نہیں ہوتا، ــــ مگر پھر بھی عظیم شیعہ مملکتِ ایران کے صدر جناب خامنہ ای کا یہ بیان اخبارات میں شائع ہوا۔ ایران کے صدر خامنہ آئی نے کہا:

یومِ عاشورہ پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد تازہ کرنے کے مروجہ طریقے یکسر غلط اور غیر اسلامی ہیں۔ انہوں نے نمازِ جمعہ کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے عَلم اور تعزیہ کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ خواہ محراب وگنبد کی شکل میں ہی کیوں نہ ہو۔ یاد تازہ کرنے کی اسلامی شکل نہیں، ان نمائشی چیزوں پر رقم خرچ کرنا حرام اور عاشورہ کی رُوح کے منافی ہے، کیونکہ یہ دن تفریح کا دن نہیں۔ امام خمینی کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے صدر خامنہ آئی نے کہا کہ مذہبی تقریبات کے دوران لاؤڈ سپیکر کا استعمال مدھم ہونا چاہیے اور عزاداری کے مقامات پر بھی پڑوسیوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے، لوگوں کو ماتم کرنے

Marfat.com

پر اکسانا نہیں چاہیے اور نہ ہی یہ رسم لوگوں کے لیے تکلیف دہ ہونی چاہیے"۔
(روزنامہ جنگ لاہور، مورخہ ۲ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء صفحہ اوّل کالم ۲)

یہ صرف اخباری بیان ہی نہیں جیسا کہ ظاہر ہے کہ یہ شیعہ مجتہد امام خمینی کا فتویٰ بھی ہے
اندازہ کیجیے کہ ذمہ دار قسم کے شیعہ حضرات کے ان بیانات کی روشنی میں ہم کتنی راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ میں آخر میں ایک بار پھر شیعہ حضرات سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے علماء کرام کے ان فرمودات پر غور فرمائیں اور عمل کریں۔

سُنّی حضرات

شیعہ کے مقابل دوسرے مختلف گروہوں کو سُنّی کا نام دیا جاتا ہے۔ ان میں خارجیوں کو بھی شامل سمجھا جاتا ہے جو کہ گستاخِ اہل بیت و آلِ رسول ہونے کی وجہ سے اہل سنّت کے نزدیک وہ اتنے ہی قابلِ نفرت و حقارت ہیں جتنے کہ اہلِ تشیع کے نزدیک ــ اور یہ فرقہ فی زمانہ کھُل کر سامنے آنے کی بجائے منافقانہ انداز میں سرگرم عمل ہے[1]۔ خدا تعالیٰ اُن کو غارت فرمائے۔

اس فرقہ کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کچھ مخصوص نشانیاں بھی بیان فرمائی ہیں۔ ہم یہاں ان کی تفصیل تو درج کرتے، مگر یہ مختصر رسالہ نہ تو اتنی تفصیل کا متحمل ہو سکتا ہے اور نہ ہی ہم اس جگہ اسلامی فرقوں کا کوئی تقابلی جائزہ ہی پیش کر رہے ہیں، بلکہ یہ تو انتہائی معمولی معمولی تعارف ہے۔ اس فرقے کی چند ایک تعارفی احادیث علماء سُوء کے تحت نقل کی جا چکی ہیں، انہی پر صرفِ نظر کرتے ہوئے آگے چلتے ہیں۔

خارجیوں کے سوا لفظ سُنّی میں جن فرقوں کو داخل کیا جاتا ہے، وہ غیر مقلد اور مقلدین غیر مقلد کو اہل حدیث (نسبت کی وجہ سے وہابی) اور مقلد کو اہل سنّت (نسبت کی وجہ سے حنفی) کہا جاتا ہے۔

---

[1] کچھ عرصہ قبل اس فرقہ کی بعض کتب مثلاً "رشید ابن رشید"ــ "سیّدنا امیر المومنین یزید" (معاذ اللہ) وغیرہ حکومت نے ضبط کر کے ناقابلِ اشاعت قرار دے دی تھیں ــ ۱۲

Marfat.com

غیر مقلد فی الحقیقت غیر مقلد ہونا غیر ممکن ہے جیسا کہ خود اُن کی نسبت سے ظاہر ہے کہ وہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو ہیں۔ پھر کسی بھی حدیث کے صحیح، حسن، غریب یا موضوع وغیرہ کو سمجھنے کے لیے کسی نہ کسی محدث کی پیروی کرنا پڑے گی، اسی طرح کسی ایک مسئلہ پر دو مختلف حدیثیں ہیں، تو کسی ایک پر عمل کرنے کے لیے کسی نہ کسی کی تقلید کرنا ہو گی، وہ تقلید خواہ اُستاد کی ہو، محدث کی ہو یا محلے کے مولوی صاحب کی ہو، بہرحال تقلید ہو گی، کیونکہ ان میں سے کسی ایک کے سوا ذاتی طور پر اس کے پاس نہ تو کوئی دلیل ہے اور نہ ہی اس نے یہ حدیث اپنے کانوں کے ساتھ زبانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی .... مثلاً مشکوٰۃ شریف میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: والسقط یصلّی علیہ ویدعیٰ لوالدیہ بالمغفرۃ "یعنی کچے بچے کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور اس کے والدین کے لیے مغفرت کی دُعا کی جائے" (ابوداؤد، احمد، ترمذی، نسائی) اسی باب کی تیسری فصل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "کچے بچے کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے نہ وہ وارث ہو گا نہ کوئی اُس کا وارث ہو گا۔ یہاں تک کہ آواز کرے" (ترمذی شریف۔ ابن ماجہ)

اسی طرح مشکوٰۃ باب فی الاضحیۃ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "گائے کی قربانی سات کی طرف سے اور اونٹ بھی سات ہی کی طرف سے کفایت کرتا ہے" (رواہ مسلم، ابی داؤد) اسی باب کی دوسری فصل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ عید قربان آگئی (آگے الفاظ ہیں) فاشترکنا فی البقر سبعۃ وفی البعیر عشرۃ "یعنی ہم (قربانی میں) گائے میں تو سات شریک ہوئے اور اونٹ میں دس۔" رواہ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

اسی طرح کی بہت سی مثالیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک دوسرے کی متعارض دو روایتوں پر عمل نہیں

Marfat.com

ہو سکتا، کسی ایک پر عمل کرنا ہوگا۔ کس پر عمل کیا جائے اور کس پر نہیں، اسی چیز کو واضح کرنے کے لیے کسی کی پیروی کی جاتی ہے۔ وہ پیروی خواہ امام ابوحنیفہ کی ہو یا امام مالک کی، امام شافعی کی ہو، یا امام احمد بن حنبل کی، وہ پیروی خواہ کسی محدث کی ہو یا عالم کی یا محلے کے امام مسجد کی ہو یا اپنے نفس کی، بہرحال پیروی تو کرنا ہی ہوگی۔ تو جس کے نزدیک جو زیادہ قابلِ اعتماد ہے، اُس کی پیروی کرلے، مگر دوسروں کو بدعتی یا گمراہ کا خطاب عطا فرما کر کم از کم فضا کو تو مسموم نہ فرمائیں، اُمتِ مُسلمہ کی حالتِ زار پر رحم فرمائیں، اس اُمت کے پہلے ہی کونسے کم دشمن ہیں جو کہ روز و شب اس کے خلاف مکروہ قسم کا پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اگر ہم مسلمان کہلا کر بھی اُن کے شریکِ عمل ہو جائیں، تو بڑے افسوس کی بات ہے۔

مقلد اہلِ سُنّت حنفی) یہ حضرات امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں۔ حضرت ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا زمانہ چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ترین ہے، بلکہ اکثر کے نزدیک آپ تابعی ہیں، اُن کی فصاحت و بلاغت، کمالِ علم اور بے مثال حدیث فہمی کی بنا پر اُن کو امامِ اعظم کہا جاتا ہے، بلاشبہ اُن کا مقلد ہونا عظیم شرف کا باعث ہے، مگر افسوس کہ اُن کی تقلید کے دعویدار بھی دو حصوں میں تقسیم ہو گئے، یعنی بریلوی اور دیوبندی۔ دراصل بریلی اور دیوبند بھارت کے دو شہروں کا نام ہے، اس لیے ضروری نہیں کہ بریلی کا باشندہ وہی عقیدہ رکھتا ہو جو اُن حضرات کا مشہور ہے۔ اسی طرح ضروری نہیں کہ دیوبند کے ہر شہری کا وہی عقیدہ ہو جو اُن حضرات کی طرف منسوب ہے، بلکہ بہت سے لوگ جو کبھی بریلی گئے بھی نہیں یا کسی دوسرے شہر کی طرف منسوب ہیں جیسے علماء بدایوں وغیرہ یہ سب ایک ہی عقیدہ رکھنے والے ہیں۔ یونہی دیوبندی حضرات کا عقیدہ رکھنے والے بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے کبھی دیوبند دیکھا بھی نہیں۔

دیوبندی دیوبندی حضرات عقیدہ کے لحاظ سے غیر مقلد حضرات سے بہت متاثر ہیں، گویا عمل کے اعتبار سے "حنفی" اور عقیدہ کے

Marfat.com

لحاظ سے وہابی ہیں اور یہی بات دونوں حنفی گروہوں کے درمیان باعثِ نزاع ہے۔ ابتدا میں علماء دیوبند بھی تحریکِ وہابیہ کے سخت مخالف تھے، حتیٰ کہ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند مولانا حسین احمد مدنی نے اپنی کتاب "شہاب ثاقب" میں صفحہ ۴۲ پر بانی تحریکِ وہابیہ محمد بن عبدالوہاب کے لیے "مسلمانوں کا قاتل، باغی، ظالم، فاسق" جیسے الفاظ استعمال کیے اور اُن کے عقائد بیان کرتے ہوئے بتایا:

"اُن کے بڑوں کا مقولہ ہے، معاذ اللہ نقلِ کفر، کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کُتّے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذاتِ فخرِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔" (شہاب ثاقب از حسین احمد مدنی ص ۴۷ مطبوعہ دیوبند)

علماء دیوبند تحریکِ وہابیہ سے کتنے متنفر تھے، اس کا اندازہ مذکورہ بالا اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کتاب "شہاب ثاقب" میں وہابیہ کے ایسے ہی عقائد بیان کرتے ہوئے جگہ جگہ اُن کو وہابیہ خبیثہ تحریر کیا، مگر حسین احمد مدنی بعد میں خود ہی اُن کے ہمنوا بن گئے۔ گویا جن عقائد پر خود کفر کا فتویٰ صادر فرما چکے تھے، اُن ہی کی تعریف میں رطب اللسان ہو گئے۔

علماءِ دیوبند اور علماءِ بریلی کے درمیان پیدا شدہ اختلافات ختم کرنے کے لیے مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، محمود الحسن اور دیگر اکابرینِ دیوبند کے پیر و مرشد حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رسالہ بنام "فیصلہ ہفت مسئلہ" تالیف فرمایا، مگر افسوس کہ علماء دیوبند نے اُن کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اگر اُن کے فیصلہ اور حکم کو تسلیم کرتے ہوئے افراط و تفریط کو چھوڑ کر درمیانی راہ اختیار کر لی جاتی، تو شاید آج اتنے شدید اختلافات نظر نہ آتے۔

دورِ حاضرہ میں باعثِ نزاع علماء دیوبند کی وہ تحریریں ہیں جو اُن کی کتب میں جا بجا

Marfat.com

جاتی ہیں۔ علماء بریلی کے نزدیک ان عبارات میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہے جو کہ کفر ہے اور خود کو مسلمان کہلانے والوں کو زیبا نہیں دیتا، جبکہ علماء دیوبند اُن عبارات کو بے غبار ثابت کرتے ہیں، اُن میں سے چند ایک یہ ہیں:

"اپنے ارادہ سے تصرف کرنا، اپنی خواہش سے مارنا جلانا ......
(وغیرہ بہت سی اشیاء) یہ سب اللہ تعالیٰ کی شان ہے اور کسی انبیاء، اولیاء، پیر، شہید، بھوت، پری کی یہ شان نہیں، جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے، اُس سے مرادیں مانگے .... (وغیرہ وغیرہ) وہ مشرک ہو جاتا ہے۔"

"تقویۃ الایمان" کی عبارت میں اس جگہ تک کسی کو بھی اعتراض نہیں، بلکہ اسے سب تسلیم کرتے ہیں۔ قابلِ اعتراض اس عبارت کا حصہ یہ ہے:

"پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود حاصل ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔" (تقویۃ الایمان ص۳۶ اہل حدیث اکادمی لاہور)

علماء بریلی اس جگہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس سے تو تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا بھی انکار کرنا پڑے گا اور بالخصوص عیسیٰ علیہ السلام کا بحکم خدا مُردوں کو زندہ کرنے، مٹی کے بنائے ہوئے بے جان پرندے کو پھونک مار کر زندہ کر دینے، کوڑھی اور مادرزاد اندھے کو شفایاب کرنے کے معجزات تو قرآن پاک سے ثابت ہیں۔ "تقویۃ الایمان" کے مطابق تو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خاکم بدہن حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مشرک ٹھہریں گے، کیونکہ وہ اس کے دعویدار ہیں۔ علاوہ ازیں قرآن پاک کی ان آیاتِ مقدسہ پر یقین رکھنے والے تمام مسلمان بلاکم وکاست اس فتویٰ کی زد میں ہوں گے، کیونکہ تمام مُسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو معجزہ دکھانے کی قوت عطا فرمائی۔ جبکہ عبارتِ تقویۃ الایمان" سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کہو گے کہ خدا تعالیٰ نے یہ قوت دی تب بھی مشرک۔

Marfat.com

ایسے ہی اسی کتاب کی دوسری عبارت:

"یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو (جیسے انبیاء و اولیاء) یا چھوٹا (جیسے عام انسان) اللہ تعالیٰ کی شان کے سامنے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"

(تقویۃ الایمان صہ ۲۳)

علماء بریلی اس عبارت پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء عظام کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) لفظ "چمار" سے منسوب کرنا انتہائی بے ادبی ہے۔ جب کوئی مسلمان اپنے باپ کے لیے اس لفظ کو گوارا نہیں کرتا تو اپنے نبی کے حق میں بھلا یہ لفظ کیوں کر برداشت کرے گا کہ جن پر تو وہ اپنے ماں باپ، مال و اولاد بلکہ اپنی جان تک قربان کرنا سعادت خیال کرتا ہے۔

اسی طرح تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵۰ پر ہے:

"اول تو یہ بات خود غلط ہے کہ کسی کو کچھ بر لانے کی طاقت ہو یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو، دوسرے یہ کہ ہمارا جب خالق اللہ تعالیٰ ہے اور اُسی نے ہم کو پیدا کیا، تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے کاموں پر اُسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؛ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا، تو وہ اپنے کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے۔ دوسرے بادشاہ سے نہیں، تو کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر؟" (تقویۃ الایمان صہ ۵۰-۵۱)

اس جگہ اس بات سے قطع نظر کہ صاحبِ "تقویۃ الایمان" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "کسی کام کا" سمجھتے ہیں یا نہیں۔ آپ علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں یا نہیں یا پھر اُن کو یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہہ کر پکارنا جائز سمجھتے ہیں یا نہیں۔ توجہ طلب امر صرف یہ ہے کہ مسلمان یا رسول اللہ کہہ کر کسے پکارتے ہیں؟ اور مسلمان کسی چوہڑے چمار کو باذن اللہ حاضر و ناظر کہتے ہیں یا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو؟ اگر تو وہ کسی چوہڑے چمار کو حاضر و ناظر خیال کرتے ہیں تو مؤلفِ کتاب مولوی اسمٰعیل دہلوی سچے ہیں، لیکن اگر مسلمان حضور علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھیں، تو پھر اس لفظ چوہڑے چمار پر مسلمان کا خون کیسے نہ کھولے گا؟ کیا وہ اپنے نبی کی شان میں یہ الفاظ برداشت

Marfat.com

کرے گا؟ کیا اُس کی غیرتِ ایمانی اُسے مصلحت کا لبادہ اوڑھا کر خاموش کر دے گی؟ کیا ایسی عبارات کی موجودگی میں اتحاد بین المسلمین کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں؟ معزز و محترم قارئین کرام ان تمام باتوں کا جواب آپ اپنے ضمیر سے دریافت فرمائیں۔

اسی کتاب "تقویۃ الایمان" کے صفحہ ۱۱۱ پر مولوی صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عاجز اور بڑے بھائی کے برابر سمجھنے کی تاکید کی اور صفحہ ۱۱۲ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف خود ساختہ قول کو منسوب کیا کہ حضور نے فرمایا "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" وغیرہ وغیرہ ...... جبکہ علمائے بریلی اور اُن کے ہم مسلک علماء کے نزدیک یہ باتیں احادیث مبارکہ کے سخت خلاف ہیں۔ نبی تو ایک طرف نبی کا غلام جو راہِ خدا میں شہید ہو جائے اُسے مُردہ کہنا از رُوئے قرآن حرام ہے۔

پھر انہی کی مرتبہ کتاب "صراطِ مُستقیم" (شائع کردہ اسلامی اکادمی لاہور) اس کتاب میں مولوی صاحب نے اپنے پیرو مرشد سید احمد بریلوی کے ملفوظات درج کیے ہیں۔ اس کے ص ۱۶۹ پر تحریر ہے:

"نماز میں زنا کے وسوسے سے بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ رسالت مآب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہی ہوں، اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل یا گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے، کیونکہ شیخ کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ ہی تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے ....:

تھوڑا سا آگے جا کر کفارہ درج ہے:

"وسوسے والی رکعتوں میں سے ہر رکعت کے بدلے چار رکعتیں ادا کرے (صراطِ مستقیم ص ۱۶۹)

Marfat.com

اس جگہ باعثِ نزاع بات یہ ہے کہ اس عبارت میں جماع کے خیال کو بیل اور گدھے جیسا غیر مضر اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے خیال کو معاذاللہ ثم معاذاللہ خاکم بدہن۔۔ ۔۔۔۔ زنا ۔۔۔۔۔ کی طرح مضر قرار دیا۔ پھر دلیل یہ پیش کی کہ "نبی کے خیال لانے میں عزت اور تعظیم ہے، جبکہ گدھے کے خیال میں یہ نہیں۔" تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ کرام جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے، تو اُن کے دلوں میں اپنے امام یعنی رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا خیال آتا تھا یا نہیں، اگر نہیں، تو اُن کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رکوع و سجود کی کیسے خبر ہوتی تھی اور اگر خیال آتا تھا، تو معاذاللہ حقارت و نفرت کے ساتھ آتا تھا یا ادب و احترام کے ساتھ۔ اگر حقارت کے ساتھ آتا تو ناممکن ہے کہ وہ صحابی تو کجا مسلمان بھی نہ رہتے۔ کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس کے دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی نفرت ہے، وہ کافر ہے اور اس مسئلہ پر تمام فرقے بلا امتیاز متفق ہیں اور اگر خیال تعظیم کی نیت سے آتا تھا تو اس عبارت کے مطابق اُن کی نمازیں معاذاللہ باطل اور کفارہ لازم۔ تو کیا انہوں نے کفارہ ادا کیا یا دُنیا سے (عیاذاً باللہ) گناہوں کا بوجھ اپنے ساتھ ہی لے گئے؟

غرضیکہ اس ایک ہی عبارت میں بہت سے قابلِ اعتراض پہلو ہیں۔

اسی قسم کی دیگر بہت سی عبارات تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان۔ [illegible]ی۔ بلغۃ الحیران۔ عرف الجادی ۔۔۔۔۔ وغیرہم کتب میں موجود ہیں۔

اس جگہ یہ بتا دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ صدرِ دارالعلوم دیوبند حسین احمد مدنی "شہاب ثاقب" میں تحریر کرتے ہیں:

> "مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورِ کائنات علیہ السلام ہوں (یعنی جن الفاظ میں حقارت کا شبہ پایا جاتا ہو) اگرچہ کہنے والے کی نیت حقارت کی نہ ہو، مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔"

(شہابِ ثاقب، مطبوعہ دیوبند، ص۵۷)

Marfat.com

مولوی حسین احمد مدنی نے اپنے اوپر سے الزام دھونے اور وہابیہ کی تردید میں مذکورہ بالا فتوٰی درج کیا ہے .... محترم قارئین کرام! آپ گزشتہ اوراق میں مذکورہ عبارات کو بار بار پڑھیں اور خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا اُن سے احترام و محبت کا پہلو نکلتا ہے یا تنقیص و توہین کا۔ اگر ان عبارات سے توہین کا پہلو نمایاں نہیں تو مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند ہرگز یہ تحریر نہ فرماتے :

"اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا، تو خان صاحب پر ان علماء کی تکفیر فرض تھی، اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے، تو خود کافر ہو جاتے۔" (اشد العذاب از مرتضیٰ حسن دربھنگی صہ ۱۳)

یعنی مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کہتے ہیں "خانصاحب نے علماء دیوبند کی عبارات میں تنقیص کا پہلو پایا تھا، تب ہی فتوی لگایا تھا، حالانکہ ان میں تنقیص کا پہلو ہے نہیں۔"

—— متنازعہ عبارات شانِ رسالت مآب کے لائق ہیں یا نہیں اس کا فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہوئے ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ کیا وہ کتابیں جن میں ایسی عبارات موجود ہیں (صرف اس نیت سے ہی سہی کہ مسلمان لڑائی اور فتنے سے محفوظ رہیں) ان کی اشاعت بند نہیں ہو سکتی۔ اگر بالفرض اُن کا اپنی افادیت کے لحاظ سے شائع ہونا ضروری سمجھتے ہیں، تو کیا ان دل آزار عبارات کو نکالا نہیں جا سکتا؛ یا ان میں ترمیم نہیں کی جا سکتی؟ آخر یہ قرآن و حدیث تو ہے نہیں کہ رد و بدل کرنے والا کافر ہو جائے گا اور یا پھر کیا محض اتحادِ امت کی خاطر ان کتابوں سے اعلانِ لاتعلقی نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ دیوبندی حضرات کے اعمال ان اقوال سے مختلف ہیں، مثلاً دیکھیں کتاب براہین قاطعہ از مولوی انبیٹھوی، صہ ۱۴۸ پر ہے :

"ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت ہر سال کرتے ہیں۔" (براہین قاطعہ صہ ۱۴۸)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر سال یوم ولادت منانا تو ایسے ہے جیسے ہندو اپنے بڑے سانگ کنہیا کا یوم ولادت مناتے ہیں۔ دوسری جگہ پر ہے :

Marfat.com

"بلکہ یہ لوگ (میلاد منانے والے) اس قوم (ہندو کفار) سے بڑھ کر بُرے ہوئے"

(براہین قاطعہ ص۱۴۸)

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

سوال: محفلِ میلاد کہ جس میں روایاتِ صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف گزاف اور روایات موضوعہ (گھڑی ہوئی) اور کاذبہ (جھوٹی) نہ ہوں، شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۴۵)

سوال: جس عرس میں صرف قرآن پاک پڑھا جائے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی عرس یا مولود میں شریک ہونا درست نہیں، کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۴۸، مطبوعہ کراچی)

اسی کتاب کے ص۱۲۰ پر ہے:

"محرم میں ذکرِ شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایاتِ صحیحہ ہو (یعنی اگرچہ غلط کہانیاں نہ ہوں) یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دُودھ پلانا، سب نادرست اور تشبّہ روافض کی وجہ سے حرام ہے (فتاویٰ رشیدیہ)

حالانکہ مدرسہ دیوبند سے تعلق رکھنے والے علماء کا عمل اس کے برعکس ہے۔ ربیع الاوّل کے مہینہ میں یہ حضرات سیرت النبی کے موضوع پر بہت سے جلسے منعقد کرتے ہیں، ان میں حضور علیہ السلام کا میلاد (ولادت کا تذکرہ) بھی پڑھا جاتا ہے، احباب کو کھانا بھی کھلایا جاتا ہے۔ بعض جگہ شیرینی بھی تقسیم ہوتی ہے۔ ۱۹۷۷ء میں بندہ (مولف کتابچہ) نے خود اپنی آنکھوں سے طفیل احمد ضیاء (جمعیت اسلامی فیصل آباد) کو میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے دیکھا۔[۱] جب سے سرکاری سطح پر ۱۲ ربیع الاوّل کا دن منانا شروع کیا گیا ہے۔ تقریباً

[۱] مشہور دیوبندی راہنما مفتی محمود صاحب ہر سال پابندی کے ساتھ عید میلاد النبی کا جلوس نکالتے رہے۔ اب اُن کے جانشین اُن کی وفات کے بعد بھی جلوس نکالتے ہیں۔

Marfat.com

ام مسالک مثلاً دیوبندی، بریلوی، شیعہ، غیر مقلد کے علماء اس میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ں۔ اسی طرح ماہ محرم الحرام میں مسلک دیوبند سے تعلق رکھنے والے بہت سے علماء حضرت امام سین علیہ السلام کی شہادت بہت شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان افعال ی ممانعت کی اس شدت کو یہ حضرات بھی عملاً تسلیم نہیں کرتے، ورنہ وہ حرام جانتے ہوئے ان عال کے ہرگز مرتکب نہ ہوتے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ وہ تو یہ افعال حکومت کی خوشنودی کے لیے تے ہیں تو پھر دوگنا گناہ کہ ایک تو فعل ناجائز کے مرتکب ہوئے اور خدائے لم یزل کو ناراض اور ومت کو راضی کیا۔ خدا تعالیٰ سے نہیں حکومت سے ڈرے، جبکہ حدیث نبوی اور عمل حسین علیہ السلام ے ثابت ہے "مخلوق کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہیں کی جائے گی۔"

یہی حال دوسرے بہت سے باعث نزاع مسائل کا ہے۔ مثلاً وسیلۂ اولیاء اللہ، رسول اللہ کہنا، خود کو عبد الرسول کہنا، اولیاء، انبیاء کو زندہ خیال کرنا، ایصال ثواب کرنا، صوصاً دن مقرر کر کے، انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا۔ فوت شدہ سے فیض حاصل کرنا وغیرہ ن سب باتوں کو "تقویۃ الایمان"۔ "درس توحید" "فتاوی رشیدیہ" وغیرہ میں شرک، کفر، بدعت، ند حرام لکھا ہے، بلکہ مجموعۂ تقاریر میں غلام اللہ خاں راولپنڈی نے کسی کی طرف سوب شدہ شے (مثلاً گیارھویں شریف یا فلاں کے سوم یا چہلم کا ختم وغیرہ) کو خنزیر سے زا اور حرام[1] تحریر کیا ہے۔ بعض ہٹ دھرم اور ضدی قسم کے علماء ان افعال کو جائز خیال رنے والوں کو کافر، مشرک، بدعتی، نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں اس کے باوجود بعض علماء کے اقوال

ل؎ غلام اللہ خاں صاحب کے استاد الاساتذہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے ارشادات آپ پڑھ چکے ہیں کہ "فتاویٰ رشید نہوں نے محرم الحرام میں امام حسین کی یاد میں سبیل لگانا یا پانی پینا اور عرس کی شیرینی کے حرام ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ گنگوہی صاحب فتاوی رشیدیہ کے صفحہ ۵۶۱-۵۶۲ پر ہندوؤں کے تہوار ہولی دیوالی کی حلوہ پوری اور ہندوؤں کی طرف سے ائی گئی سبیل کہ جس میں سودی روپیہ صرف ہو، پانی پینا بالکل درست اور جائز قرار دیتے ہیں۔ تعجب پر تعجب کہ کیا گوہی صاحب کے نزدیک "ہولی دیوالی" غیر خدا نہیں یا پھر کیا یہ خدا تعالیٰ کے نام ہیں (معاذ اللہ) اگر نہیں تو پھر رگوں کے عرس اور حضرت امام حسین کے نام پر اتنی سختی اور ہندو تہواروں پر دل میں اتنا نرم گوشہ کیوں؟ خدا تعالیٰ تو رماتا ہے "مسلمان تو آپس میں محبت کرنے والے اور کافروں پر سختی کرنے والے ہیں" (سورۃ فتح) ۱۲

Marfat.com

قابلِ تحسین ہیں۔

مولوی عبدالرحمٰن صاحب مسلکِ دیوبند کے علماء میں ایک نمایاں مقام رکھنے والے اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے صدر و مہتمم ہیں۔ مولوی صاحب روزنامہ "جنگ" لاہور میں دینی مسائل کے جوابات دیتے ہیں۔ ذیل میں اُن سے کیے گئے چند ایک سوالات اور ان کی طرف سے دیئے گئے جوابات سپردِ قلم کئے جاتے ہیں تاکہ فرقہ پرستی کرنے والوں کی حوصلہ شکنی ہو۔

(۱) سوال: محمد رسول اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پڑھتے یا سنتے وقت ہاتھ کے انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگانے کے بارہ میں وضاحت فرمائیں کہ درست ہے؟

جواب: یہ عشق کے باب سے ہے، شریعت کے اعتبار سے نہیں۔ اگر دین کا جزو سمجھ کر کیا گیا، تو بدعت ہو جائے گی، ورنہ نہیں (یعنی محبت کی وجہ سے کیا جا سکتا ہے)

(۲) سوال: جمعرات کے روز بعض لوگ کھانا خدا کی راہ میں اس نیت سے دیتے ہیں کہ اس کا ثواب ان کے قریبی وفات پانے والوں کو ہوتا ہے یا پہنچتا ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب: درست ہے۔ (روزنامہ جنگ لاہور، ۲۶ اپریل ۱۹۸۵ء)

(۱) سوال: کیا عبدالرسول نام رکھنا شرعاً درست ہے؟

جواب: اگر عبد کے معنی خادم لیے جائیں تو درست ہے۔ اگر بندے کے معنی لیا جائے، تو ناجائز ہے (جنگ لاہور، ۲۴ مئی ۱۹۸۵ء)

(۱) سوال: اولاد کی طرف سے بہت پریشان ہوں، کوئی وظیفہ بتا دیں؟

جواب: ہر روز صلوٰۃ التسبیح پڑھ کر اس کا وسیلہ پکڑ کر دعا مانگیں اور یہ چند کلمات وسیلہ کے میرا معمول ہیں۔ ان کو بھی کہہ دیا کریں انشاء اللہ تعالیٰ دُعا بہت جلد قبول ہوگی، یا اللہ! تیری رحمت کا وسیلہ، تیرے حبیب رحمۃ للعالمین کا وسیلہ

Marfat.com

تیرے تمام انبیاء کرام کا دسیلہ، تیرے حبیب کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا وسیلہ میری اس مشکل کو حل فرما، جو بھی مشکل ہو، اس کی نیت کر کے یہ کہے اس میں ذات کے ساتھ ساتھ اعمال کا وسیلہ بھی آگیا، کیونکہ ان ہستیوں سے محبت کرنے کا حکم ہے ..... الخ ...... (وسیلہ کا مسئلہ حل ہو گیا)

(۲) سوال، حسبنا اللہ ونعم الوکیل ۵۰۰ مرتبہ پڑھنے کی اجازت عنایت فرمائیں؟

جواب؛ اجازت ہے۔ مجھے اس کی اجازت والد ماجد حضرت قبلہ مفتی محمد حسین امرتسری سے ملی تھی۔ اگر دس روز اس وظیفہ کو پڑھ کر والد صاحب کو ایصالِ ثواب کر دیں، تو اُن کی رُوحانیت آپ کی طرف متوجہ ہو جائے گی۔ اس کی برکت سے اس وظیفہ میں [illegible] برکت ہو گی۔ (یعنی فوت شدہ کو ایصالِ ثواب بھی اور اُس سے حصولِ فیض بھی) (جنگ ۱۹ر جولائی ۱۹۸۵ء)

(۱) سوال؛ کیا ولی اللہ حقیقتاً زندہ ہیں اور اُن کا وسیلہ پکڑ کر حق تعالیٰ سے دُعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب؛ اللہ تعالیٰ کے رستے میں جہاد کرتے ہوئے جو جان دے دے، وہ شہید ہے، خواہ جہادِ اصغر ہو یا جہادِ اکبر ہو اور نفس کے خلاف جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے۔ اگر جہادِ اصغر والے زندہ ہیں، تو اکبر والے بطریقِ اُولیٰ (یعنی زیادہ بہتر طریقے سے) زندہ ہیں، ان سے وسیلہ پکڑنا جائز ہے (جنگ ۶ر دسمبر ۱۹۸۵ء) (یعنی اولیاء اللہ زندہ ہیں اور ان کا وسیلہ درست ہے)

(آخر میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب دیوبندی کا ایک اور فتویٰ نقل کرتا ہوں، اس سے کوتاہ بین اور ضدّی علماء نصیحت حاصل کریں)

(۲) سوال؛ قرآن پاک میں آیا ہے؛ لا تجعلوا دُعاء الرّسول یعنی پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عام آدمی کی طرح مت پکارو، آپ یہ

Marfat.com

فرمائیں کہ آپ کو "یا محمد" کہنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: "یا محمد" کہنا تو کسی کے بھی نزدیک جائز نہیں، البتہ اگر یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہہ لے تو جائز ہے، بشرطیکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا کی طرح ہر جگہ حاضر و ناظر نہ سمجھے۔ محبوب علیہ السلام کا تصور کر کے جذبۂ محبت میں یا رسول اللہ (علیہ السلام) کہنا جائز ہو گا۔

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار — جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اس قسم کے مسائل میں اگر انصاف سے دیکھا جائے، ضد بازی نہ ہو تو کوئی اختلافِ حقیقی نہیں، یہ ساری جنگ الزامات کی ہے، اختلافات کی نہیں، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی جماعتوں کو متفق اور [illegible] ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔۔

۔۔۔ الخ (روزنامہ جنگ، لاہور، جمعہ میگزین ص۲۱)

بلاشبہ کوئی بھی صحیح العقیدہ مسلمان حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرح حاضر و ناظر نہیں سمجھتا، بلکہ خدا تعالیٰ کی عطا سے سمجھتا ہے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب کے مذکورہ بالا ارشادِ گرامی کے بعد تنگ نظر حضرات اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچیں کہ بات بات پر مسلمانوں کو مشرک، بدعتی، گمراہ کہنا، کہاں تک خدمتِ اسلام ہے۔ اس جگہ ایک اور بات واضح کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں تاکہ جو احباب بھی دلی طور پر مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کے خواہاں ہیں۔ ذرا اس پر غور فرمالیں کہ عقائد کے لحاظ سے تقریباً سب سے پہلی کتاب جو برِصغیر میں مسلمانوں کے لیے گروہ بندی کا سبب بنی وہ "تقویۃ الایمان" ہے۔ بعد میں تحریر کی جانے والی باعثِ نزاع کتب نے وہی کچھ ثابت کرنے کی کوشش کی جو "تقویۃ الایمان" میں لکھا جا چکا تھا، بلکہ "درسِ توحید" نامی کتاب پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ مرتب نے پوری "تقویۃ الایمان" ہی نقل کر دی ہے۔ اس کتاب "تقویۃ الایمان" کے متعلق اشرف علی تھانوی جو کہ علماء دیوبند میں حکیم الامت کا درجہ رکھتے ہیں، وہ اپنی کتاب "ارواحِ ثلاثہ" میں درج کرتے ہیں:

Marfat.com

"خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی اسماعیل صاحب نے تقویۃ الایمان اوّل عربی میں لکھی تھی، چنانچہ اس کا ایک نسخہ میرے پاس اور ایک نسخہ مولوی گنگوہی کے پاس اور ایک نسخہ مولوی نصر اللہ خاں خورجوی کے کتب خانہ میں بھی تھا۔ اس کے بعد مولانا نے اس کو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص احباب کو جمع کیا جن میں سید صاحب، مولوی عبد الحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب، مولانا محمد یعقوب صاحب، مولوی فرید الدین صاحب مراد آبادی، مومن خان، عبد اللہ خان علوی بھی تھے اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا: میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہوگیا ہے، مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔ اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا، لیکن اس وقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی پر عزم جہاد کا ہے، اس لیے اس کام سے معذور ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس بار کو اُٹھائے گا نہیں، اس لیے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے۔ گو اس سے شورش ہوگی، مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے، یہ میرا خیال ہے۔ اگر آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جائے ورنہ اسے چاک کر دیا جائے۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اشاعت تو ضرور ہونی چاہیے مگر فلاں فلاں جگہ پر ترمیم ہونی چاہیے۔ اس پر مولوی عبد الحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب، عبد اللہ خان علوی اور مومن خاں نے مخالفت کی اور کہا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں۔ اس پر آپس میں گفتگو ہوئی اور گفتگو کے بعد بالاتفاق یہ طے پایا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح شائع ہونی چاہیے، چنانچہ اس کی اشاعت اسی طرح ہوگئی (ارواح ثلاثہ ص ۹۸-۹۹ مطبوعہ لاہور)

Marfat.com

محترم قارئین کرام! اگر آپ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے دست وگریباں ہونے سے نالاں ہیں ——— اگر آپ صلح پسند اور اپنے سینے میں اسلام کا درد رکھنے والے باشعور مسلمان ہیں، تو میں آپ کو خدائے ذوالجلال کی بزرگی کی قسم اور ناموسِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ کیا خود "تقویۃ الایمان" ہی کے مصنف نے یہ نہ کہہ دیا تھا کہ "اس کتاب سے شورش ضرور ہوگی، لڑائی بھڑائی ہوگی ——" اس کتاب میں کہیں کہیں تشدد بھی ہوگیا ہے۔" یہ کتاب جو آج بازار میں ملتی ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۲۴۳ھ میں چھپی (دیکھئے مقدمۂ تقویۃ الایمان ص۱۶ اہل حدیث اکادمی)، اب ۱۴۰۶ھ ہے۔ یعنی اس کتاب کو شائع ہوئے کم وبیش ایک سو تریسٹھ ۱۶۳ سال ہوگئے ہیں۔ اس عرصہ میں مسلمانوں میں کتنی شورش بپا ہوئی۔ کتنے لوگ فرقہ پرستی کی بھینٹ چڑھے، خونِ مسلم سے کتنی عباؤں کے دامن رنگین ہوئے۔ کتنے عزیز ترین احباب نفرتوں کے لاوہ نے جلا کر بھسم کر دیئے۔ یہ ایک طویل داستان ہے جس کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ صاحب "تقویۃ الایمان" کا یہ خیال کہ "توقع ہے کہ لڑبھڑ کر خود ہی ٹھیک ہوجائیں گے" اتنے عرصہ میں نہ تو پورا ہوا اور معلوم ہوتا ہے کہ خدانخواستہ قیامت تک پورا نہ ہوگا۔ حضرت جو بیج بو گئے تھے، اب وہ تناور درخت بن چکا ہے۔ بلکہ اب تو اس کے پھل سے مزید درخت اُگ رہے۔ پھر یہ لڑائی بھڑائی اس لیے نہیں کہ لوگوں کے غلط عقائد کی بنا پر اُن کیلئے یہ کتاب قابلِ قبول ہوگی۔ بلکہ شورش برپا ہونے اور لڑائی بھڑائی کی وجہ جو خود مولوی اسماعیل صاحب بیان ہیں، وہ یہ ہے: (خط کشیدہ عبارات ایک بار پھر پڑھیں) "میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض تشدد بھی ہوگیا ہے، مثلاً ان امور کو جو شرکِ خفی تھے، شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے، ان وجوہ ... مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی" لفظ ضرور پر ذرا غور فرمائیں کہ کتنا یقین تھا مولوی اسماعیل صاحب کو۔

بہر حال مجھے اس جگہ یہ عرض کرنا ہے کہ حدیث پاک میں جھوٹی گواہی دینے اور ریاکاری کو بھی شرکِ خفی فرمایا گیا ہے، مثلاً نمازی خیال کرے کہ لوگ سمجھیں گے کہ یہ بڑا متقی ہے یا کوئی

Marfat.com

حاجی اپنی عزت بڑھانے کے لیے کہے کہ میں حاجی ہوں یا کوئی واعظ تقریر کرتا ہوا خیال کرے کہ لوگ مجھے علامہ سمجھتے ہوں گے، علیٰ ہذا القیاس دکھاوے کی عبادت ریاکاری ہے اور یہ شرک خفی ہے، جبکہ بُت کو سجدہ کرنا، سورج، چاند، ستارے اور انسان وغیرہ کو پوجنا شرک جلی ہے۔

ظاہر ہے کہ شرک خفی کا مرتکب دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، البتہ گنہ گار ضرور ہوتا ہے۔ لیکن شرک جلی کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے۔ اگر پہلے مسلمان تھا تو مرتد ہونے کی وجہ سے واجب القتل ہے، اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ دوسرے لفظوں میں مولوی اسمٰعیل صاحب نے کہا کہ جو حقیقتاً مشرک نہیں تھا، میں نے اسے بھی کافر و مشرک لکھ دیا ہے۔

محترم قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں، میرے دلائل کو رہنے دیں، تعصبات سے بالاتر ہو کر خود فیصلہ فرمائیں کہ کسی مسلمان کو مشرک کہہ دینا کتنی خطرناک بات ہے، تو دا اپنا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مولوی صاحب نے خود یہ کہا تھا کہ "اگر آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جائے، ورنہ اسے چاک کر دیا جائے۔" اسی لیے ایک دوراندیش صاحب نے "یہ مخلصانہ" مشورہ دیا تھا کہ "اشاعت تو ضرور ہو، مگر فلاں فلاں جگہ ترمیم ہونی چاہیئے" مگر شاید کسی مصلحت کی بناء پر اُس کے مشورہ کو رد کر دیا گیا اور ترمیم نہ ہو سکی۔ افسوس صد افسوس کہ جس خطرہ کو خود مصنف کتاب نے نہ صرف محسوس کیا، بلکہ برملا اعتراف بھی کیا، اسی چیز کو اُس کے متبعین (تابع فرمان)، ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں اور اس کتاب میں درج ہر بات کو قرآن و حدیث کی طرح ناقابلِ ترمیم خیال کرتے ہیں۔ اتحادِ ملت کے ذمہ دار علماء حضرات کہ جن کو چاہیے تو یہ تھا کہ "تقویۃ الایمان" میں جو غلط باتیں لکھ دی گئی تھیں خود مصنفِ کتاب کی خواہش کے پیشِ نظر اُن کو مٹا دیتے، مگر افسوس کہ اُن ہی باتوں کو صحیح ثابت کرنے کے لیے آج تک کتابوں پر کتابیں لکھی جا رہی ہیں، زمین و آسمان کے قلابے ملائے جا رہے ہیں۔

اگر تقویۃ الایمان وغیرہ کی تمام باتوں کو من وعن تسلیم کر لیا جائے، تو کرۂ ارض پر شاید ہی

Marfat.com

کوئی مسلمان رہے۔ جناب طفیل احمد ضیاء، مولوی عبدالرحمٰن صاحب، اپنی مرضی یا حکومت کے ایما پر ۱۲ ربیع الاول منانے والے تمام پاکستانی، مودودی صاحب، شبیر احمد عثمانی اور دیگر علماء کی برسیاں منانے والے یوم قائد اعظم، یوم اقبال، یوم پاکستان وغیرہ منانے والے تاریخ مقرر کر کے مدرسوں میں سالانہ جلسے کروانے والے، ختم بخاری شریف اور صد سالہ جشن منانے والے وغیرہ وغیرہ تمام کے تمام بلا کم و کاست کافر و مشرک ٹھہریں گے۔ فلہٰذا خدا تعالیٰ کے لیے ذرا غور فرمائیں کہ یہ کتابیں نہ تو قرآن پاک کی طرح خدائے لم یزل کی طرف سے نازل شدہ وحی ہیں اور نہ ہی "مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى" جیسی زبانِ مقدس سے نکلی ہوئی حدیث پاک ہے، بلکہ مصنف کے اپنے خیال کے مطابق بھی درست نہیں، اس لیے ان میں تبدیلی کرنا حرام و ناجائز نہیں، بلکہ یقیناً کار ثواب ہوگا۔ خود مولوی اسمٰعیل صاحب کے اظہارِ خیال سے محسوس ہوتا ہے کہ اگر وہ زندہ رہتے، تو شاید کبھی نہ کبھی اُن کو اپنی اس تسلیم شدہ غلطی کا شدت سے احساس ہو جاتا اور وہ خود اس کتاب کو یا تو پھاڑ دیتے یا مناسب ترمیم کر دیتے۔ یہ میرا دعویٰ ہی نہیں خود مولوی اسمٰعیل صاحب کی اپنی تالیف "صراطِ مستقیم" اس بات کی گواہ ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے اپنے پیر و مرشد کی تعریف جس انداز میں کی ہے، اس کا ایک ایک جملہ نہ جانے خود اُن کے اپنے کتنے فتووں کی زد میں ہے بلکہ کئی جگہ پر تو حد سے تجاوز ہی کر جاتے ہیں مثلاً "صراطِ مستقیم" مطبوعہ اسلامی اکادمی لاہور کے صـ ۳۲ سے صـ ۳۴ تک فنا فی اللہ کے موضوع پر بحث کی گئی ہے۔ ابتداءً آگ اور لوہے کی مثال دے کر کہ لوہا آگ میں رہ کر آگ ہی بن جاتا ہے، سمجھاتے سمجھاتے یہاں تک کہہ دیا:

"یعنی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا، کیونکہ وہ ایسا بھید ہے جس سے بولنے والی زبان گونگی ہے۔ خبردار! اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا، انکار سے پیش نہ آنا، کیونکہ جب وادیٔ مقدس کی آگ سے ندائے اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ

لہ اس طرح یہ لسٹ بڑی طویل ہو جاتی۔ ۱۲

Marfat.com

(یعنی بیشک میں اللہ ہوں تمام جہانوں کا پالنے والا) صادر ہوسکتی ہے تو پھر اشرف موجودات جو حضرت ذات سبحانہ و تعالیٰ کا نمونہ ہے۔ اگر اَنَا الحَق (کہ میں خدا ہوں) کا آوازہ صادر ہو تو تعجب کا مقام نہیں (صراطِ مستقیم صـ۳۴)

کسی مجذوب یا مجنون کے لیے تو واقعی مقامِ تعجب نہیں، لیکن حیرت میں ڈوب جانے کا مقام تو یہ ہے کہ یہ الفاظ اُس شخص کی قلم سے نکلے ہیں، جس کا فتویٰ "تقویۃ الایمان" میں ہے کہ:

"اگر کوئی سمجھے کہ کسی نبی ولی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار ملا ہے، تو تب بھی وہ مشرک ہو جائے گا" (ملخصاً)

ذرا سوچیں کہ جو صاحب کل تک خدا تعالیٰ کی طرف سے اختیار ملنے کو بھی شرک خیال کرتے تھے، آج یہاں تک فرما گئے "اگر کوئی انسان خود کو (معاذ اللہ) خدا کہہ رہا ہو تو انکار و تعجب نہ کرنا"۔ کیا یہاں اپنے پیرو مرشد کی تعریف کے زمین ہموار کرنا مقصود نہ تھا؟

بلکہ دوسری جگہ کسی بزرگ کی طرف "جملہ" منسوب کر کے یہاں تک کہہ گئے،

"کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے مرشد کی صورت کے سوا کسی اور لباس میں تجلی فرمائے تو البتہ اس کی طرف التفات تک نہ کروں گا۔" (صراطِ مستقیم صـ۳۰)

لاالٰہ الّا اللہ! ذرا عقیدت تو ملاحظہ ہو کہ فرما دیا کہ اگر خدا تعالیٰ میرے مرشد کی شکل بنا کر میرے سامنے نہ آئے گا، تو میں ایسے رب کو دیکھوں گا بھی نہیں۔ یہ کسی دیوانے کی بڑ ہوتی تو نظر انداز کر دی جاتی۔ مگر یہ تو اُس صاحب سے منقول ہے جس نے یہی جملہ نقل کر کے "تقویۃ الایمان" میں قائل پر شرک کا فتویٰ صادر فرمایا۔ یا للعجب! پھر اس کتاب "صراطِ مستقیم"[1] میں ایک انسان کو نور[2] بھی ثابت کر دیا، مشکل کشا[3] بھی، حاجت[4] روا بھی، خدا تعالیٰ کی سلطنت[5] کا مالک بھی، شفیع[6] بھی، غوث[7] بھی (یعنی فریاد کو پہنچنے والا بھی) لوحِ محفوظ و آسمانی سلطنت[8]

---

[1] صراطِ مستقیم کے صفحات نمبر، [2] ۲۰۶ - ۲۲۲ - ۳۰۸ [3] ۱۳۹ - ۳۱۵ [4] ۱۹۸ [5] ۲۰۲ - ۲۶۸
[6] ۳۱۷ - ۶۹ [7] ۲۱۱ - [8] ۳۱۷

Marfat.com

کی سیر کرنے والا بھی، ادنیٰ سی توجہ سے غیب[1] دان بھی، فوت[2] شدہ سے فیض لینے والا بھی، خدا کے ساتھ مصافحہ[3] کرنے والا بھی، رحمۃ للعالمین[4] بھی، کلیم اللہ[5] بھی، اس کے سوا اور بھی بہت کچھ اس کتاب ہی سے ثابت ہے۔ یہ تمام باتیں ان کی دوسری کتاب "تقویۃ الایمان" بدترین شرک ہیں بمصداق ؎

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

پھر یہ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی، بلکہ ایک طویل داستان ہے۔ اس جگہ مولوی عامر عثمانی فاضلِ دیوبند کی زیرِ ادارت شائع ہونے والے ماہنامہ "تجلی دیوبند" کے دو حوالے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں جو کہ یقیناً باعثِ عبرت ہیں۔ عامر عثمانی صاحب رقمطراز ہیں؛

"کسی نے حضرت مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی چند سطریں اُن کی کتاب "تصفیۃ العقائد" سے نقل کر کے دارالعلوم دیوبند کو بھیجیں اور پوچھا کہ ان سطروں کے لکھنے بارہ آنجناب کا فیصلہ کیا ہے؟

خدا جانے وہ کون سی منحوس گھڑی تھی کہ اُن عقیل و فہیم مفتیوں کے دماغ میں کہ جن کے ہزاروں فتوے ملک کے کونے کونے کو علمِ دین کی روشنی پہنچاتے رہے ہیں اور جن کے علم و فضل کی قسمیں تک کھائی گئی ہیں۔ یہ بات آگئی کہ ہو نہ ہو یہ عبارت مودودی یا اُس کے کسی چیلے کی ہے۔ پھر کیا تھا کہ آؤ دیکھا نہ تاؤ، مندرجہ ذیل فتویٰ صادر فرما دیا۔

فتویٰ ع[6] : **الجواب** ؛ انبیاء کرام علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں،

---

[1] ۳۱۷۔ ۳۱۸ [2] ۳۱۵ [3] ۳۱۴ [4] ۳۱۴ (حالانکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب ہے، مولوی صاحب کے پیر کا نہیں) [5] ۳۱۶ (حالانکہ یہ صرف موسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے) [6] خیال رہے کہ اکثر علماء دیوبند مودودی صاحب کو گمراہ خیال کرتے ہیں، جبکہ عامر عثمانی دیوبندی مودودی صاحب کے مداح ہیں۔ ۱۲

Marfat.com

ان کو مرتکب معاصی سمجھنا (العیاذ باللہ) اہل سنت وجماعت کا عقیدہ نہیں۔
اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات کا پڑھنا جائز
بھی نہیں — واللہ تعالیٰ اعلم" (سید احمد علی نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)

...... جواب صحیح ہے ایسے عقیدے والا کافر ہے، جب تک وہ
تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرے، اس سے قطع تعلق کریں۔

مسعود احمد عفا اللہ عنہ — مہر دارالافتاء فی دیوبند الہند

ماہنامہ تجلی دیوبند، اپریل ۱۹۵۶ء

یہ فتویٰ جس کا عامر عثمانی صاحب نے ذکر کیا یہ جب جماعت اسلامی کے اخبار "دعوت" ں ۱۷ جنوری ۱۹۵۶ء کو شائع ہوا، تو تب اہلِ دیوبند پر یہ راز کھلا کہ افسوس جس ٹارگٹ پر ہم نے رھادھند گولہ باری کی اور لاعلمی کے اندھیرے میں جسے دشمن کا ٹھکانا سمجھا تھا، وہ ہمارا نا ہی آشیانہ تھا، جس عبارت کے حق میں ہم "مودودی" کا خیال کرتے ہوئے سچی بات کہہ تے ہیں، وہ تو ہمارے ہی بانی مدرسہ دیوبند کی ہے۔ یہ انکشاف علماءِ دیوبند پر گویا بجلی بن کر ، وہ اس سے جس طرح مضطرب ہوئے، وہ خود عثمانی صاحب کی عبارت سے عیاں ہے

ایک ایسا ہی حادثہ ۱۹۶۳ء میں پیش آیا، جبکہ ایک صاحب نے قاری طیب صاحب تم دارالعلوم دیوبند کی ایک عبارت جس میں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اشارات و ایات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ نقل کر کے مدرسہ یوبند کو بھیجی کہ بتایئے اس کا دعویٰ کرنے والا اہل سنت کے نزدیک کیا ہے؟ صدر مفتی صاحب نے جو فتویٰ دیا، وہ اختصاراً یہ ہے[1]: ......

---

[1] اگر تفصیل دیکھنی ہو تو ملاحظہ فرمائیں "تجلی" دیوبند، مارچ، اپریل ۱۹۶۳ء یا پھر دیکھیں کتاب "دعوت فکر" اس
ں اس رسالہ کی فوٹو کاپی دی گئی ہے اور ہم نے یہ حوالہ وہاں سے نقل کیا ہے۔ ۲

Marfat.com

"ان کا قائل قرآنِ عزیز کی آیات میں تحریف کر رہا ہے، بلکہ درپردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور ان کا انکار کرتا ہے . . . . . . شخص مذکورہ ملحد اور بے دین ہے، عیسائیت اور قادیانیت کی رُوح اس کے جسم میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ وہ اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدہ عیسیٰ ابن اللہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے . . . . . . مسلمانوں کو ہرگز اس طرف کان نہ لگانا چاہیے، بلکہ ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کرنا چاہیے، جب تک کہ توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند) (تجلی، خاص نمبر، دیوبند، ۱۹۶۳ء)

ایڈیٹر ماہنامہ تجلی عامر عثمانی صاحب لکھتے ہیں،

"یہ استفتاء اور جواب "دعوت" دہلی میں شائع ہوا اور ساتھ ہی زلزلہ افگن راز بھی اسی میں بے نقاب کیا گیا کہ استفتاء کے اقتباسات حضرت مہتمم صاحب کی کتاب "اسلام اور مغربی تہذیب" کے ہیں" (تجلی دیوبند، خاص نمبر)

اس راز کی نقاب کشائی سے فی الواقع متعلقینِ دیوبند میں زلزلہ آ گیا کہ اپنا ہی صدر مفتی اور اپنا ہی مہتمم آخر کس کو گمراہ و بے دین کہیں اور کسے برحق؟ چنانچہ مفتی صاحب کو مجبور کیا گیا کہ وہ اس فتوے سے رجوع کریں، مگر غالباً مفتی صاحب کا ضمیر اس حق کو جھوٹ کہنے پر آمادہ نہ تھا، اس لیے مفتی صاحب رخصت پر چلے گئے۔ مولوی عامر عثمانی دیوبندی تحریر کرتے ہیں:

"لطف یہ ہے کہ رجوع پر آمادگی ظاہر کیے بغیر مفتی صاحب انہی دنوں اپنے وطن چلے گئے تھے اور وہاں سے حضرت مہتمم کو جو خط لکھا تھا، اس میں بھی کم و بیش یہ الفاظ ضرور موجود تھے کہ رجوع مصلحت کے خلاف معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اس میں ذاتیات و شخصیات متاثر ہوتی ہیں۔ اس کے بعد خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا پیش آیا اور کس نے مفتی صاحب کے قلب میں ڈال دیا کہ چند ہی روز بعد "الجمعیۃ" بابت جنوری ۶۳ء میں مندرجہ ذیل اطلاع خود مفتی صاحب کی طرف سے

Marfat.com

شائع ہوتی ہے۔

اطلاع عام ۱ جمادی الاوّل ۸۲ھ کو مولوی انیس الرحمٰن قاسمی ساکن بھاگلپور نے بغیر ذکر نام کتاب کے چند اقتباسات پیش کرتے ہوئے سوال کیا تھا کہ یہ چار اقتباسات اہل سنت والجماعت کے مسلک کے مطابق ہیں یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیا جائے۔ سائل کی ایمانداری اور دیانت کا تقاضا تو یہ تھا کہ جس کتاب کے اقتباسات پیش کیے گئے۔ صاحب کتاب سے خود براہِ راست مقصود متعین کروالیتے کہ ان عبارات کا کیا مطلب ہے؟ اہل سنت کے مسلک اور قرآن وحدیث کے مخالف تو نہیں، لیکن نہیں کیا گیا۔ کتاب اور مصنف دونوں کو چھپا کر سوال کی صورت میں اقتباس پیش کیے گئے اقتباسات اپنی ظاہری صورت وعبارت کے لحاظ سے ظاہر آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ اور مسلکِ اہل سنت کے خلاف معلوم ہونے پر ۲۰ ۸۲ھ کو اس کا جواب لکھا گیا اور روانہ ہو گیا۔

(تھوڑا آگے جا کر درج ہے):

جواب کے لکھنے کے وقت تک مجھے کتاب کے نام اور صاحبِ تالیف کسی کا علم نہ تھا کہ یہ اقتباس "اسلام اور مغربی تہذیب کے ہیں جو کہ حکیم الاسلام حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم کی تصنیف ہے۔ اخبار "دعوت" دیکھنے سے علم ہوا اور کتاب کا مطالعہ کیا جواب صرف قاسمی مکتب خیال کے مولوی انیس الرحمٰن صاحب کے اعتماد پر لکھا گیا تھا۔ اخبار "دعوت" کی اشاعت کے بعد علم ہوا کہ مقصود حقانیت نہ تھی، عوام کے ذہنوں کو پریشان کرنا اور کسی قلبی مضمر کا بخار نکالنا تھا، ورنہ اشاعت نہ کی جاتی۔

(مزید آگے جا کر فرماتے ہیں):

Marfat.com

اسلامی جماعت کے ارکان کے ایمان و دیانت کا مقتضی (تقاضہ) یہ نہیں ہے جو اس سوال میں ظاہر کیا گیا ہے"۔ . . . . . الخ . . . .

(ماہنامہ تجلّی دیوبند، مارچ و اپریل ۱۹۶۳ء)

محترم قارئین کرام! فرقہ وارانہ تعصبات کی لعنت کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے محض اپنے ایمان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ملاحظہ فرمائیے گا کہ کافی تگ و دو کے بعد مفتی صاحب نے جو رجوع کا انداز اختیار فرمایا ہے (اقتباس ایک بار پھر پڑھیں) کیا اس سے یہ بات عیاں نہیں کہ مفتی صاحب' انیس الرحمٰن صاحب پر محض اس لیے خفا ہو رہے ہیں کہ "یہ کیوں نہیں بتایا کہ عبارت کس کی ہے؟ ورنہ وہ اپنے ہی مہتمم کے خلاف فتویٰ نہ دیتے۔ اگر فتویٰ دے ہی دیا گیا تھا تو مفتی صاحب کی ملازمت کا پاس کرتے اور شائع نہ کرتے"۔ لیکن مفتی صاحب یہ نہ ثابت کر سکے کہ عبارت موافقِ قرآن و حدیث ہے۔ حاصلِ کلام یہ کہ اگر یہ عبارت مودودی جماعت کے کسی فرد یا کسی اور کی ہے، تو فتویٰ وہی ہے جو دے دیا گیا ہے، لیکن اگر عبارت دارالعلوم دیوبند کے مہتمم کی ہے، تو مفتی صاحب معذرت خواہ ہیں اور بقولِ "تجلّی" مہتمم صاحب کے قصیدہ خواں ہیں۔ (یہ اپنے اور بیگانے کا فرق ہے)

معزز قارئین! یہ ہی وہ شے ہے کہ جس کی طرف آپ تمام مسلمان بھائیوں کو متوجہ کرنے کی جسارت کر رہا ہوں اور آپ حضرات کو زحمت دیتا ہوں کہ خدارا ذرا غور فرمائیں کہ اگر یہ عبارات اور کتابیں واقعی قابلِ اعتراض ہیں اور یقیناً ہیں، بلکہ دیوبندی حلقہ کے معروف صحافی فاضلِ دیوبند عامر عثمانی صاحب "زلزلہ" نامی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک ہی راہ ہے' یہ کہ "تقویۃ الایمان" اور "فتاویٰ رشیدیہ" اور "فتاویٰ امدادیہ" اور "بہشتی زیور" اور "حفظ الایمان" جیسی کتابوں

لہ مولوی انیس الرحمٰن قاسمی' دیوبندی ہونے کے باوجود جماعتِ اسلامی کے حامی ہیں۔ مفتی صاحب اسی لیے ان پر ناراض ہیں (دیکھیے تجلّی دیوبند)

Marfat.com

کو چوراہے پر رکھ کر آگ لگادی جائے اور صاف اعلان کر دیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن و سنّت کے خلاف ہیں اور ہم دیوبندیوں کے صحیح عقائد "ارواحِ ثلاثہ"، "سوانحِ قاسمی" اور "اشرف السوانح" جیسی کتابوں سے معلوم کرنے چاہئیں یا پھر مؤخر الذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرمایا جائے کہ یہ تو بس قصے کہانیوں کی کتابیں ہیں جو رطب و یابس سے بھری پڑی ہیں اور ہمارے عقائد وہی ہیں جو اوّل الذکر کتابوں میں مندرج ہیں۔" (زلزلہ ص ۱۹۸)

تو کیا بایں صورت یہ بات ضروری نہیں ہو جاتی کہ اُمتِ مسلمہ کو فتنہ و فساد سے بچانے کے لیے قابلِ اعتراض کتب کی اشاعت بند کر دی جائے۔ اگر اپنے علماء کے خلاف دیا گیا فتویٰ واپس لیا جاسکتا ہے۔ معذرت نامہ شائع کیا جاسکتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کے رسولِ کریم (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کے متعلق کہی گئی عبارات کو واپس نہیں لیا جاسکتا؟ چلو ہم دیوبندی بزرگ کی طرح چوراہے پر رکھ کر آگ لگانے کا نہیں کہتے، صرف اتنی ہی گزارش کرتے ہیں کہ ان کو دفن ہی فرما دیں یا ان سے اظہارِ برأت کر دیں۔ ان کو حرزِ جاں بنا کر سینے سے لگائے رکھنا تو کسی طرح دانشمندی نہ کہلوا سکے گا۔ ورنہ نہیں کہا جاسکتا کہ کتنے علماءِ دیوبند خود اپنے ہی فتووں کی زد میں ہوں گے اور جو آئے دن دنگا فساد اور مساجد کی تالہ بندی ہو رہی ہے یہ اس پر مستزاد ہے۔

افسوس کہ ہم مسلمان مختلف گروہوں میں بٹ کر آپس میں ہی دست و گریبان ہونے لگے، ہم اپنے ہی نبی اور اُس کے آل و اصحاب کے متعلق مناظرے کرتے اور نور، بشر کے جھگڑوں میں پھنسے رہے۔ دُنیا کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی۔ اہلِ دُنیا نے جدید ترین ٹیکنالوجی اپنالی، چاند اور مریخ تک رسائی کے دعویدار بن گئے۔ اہلِ ایمان کی قوتِ جہاد کو کچلنے کے لیے مہلک ترین ہتھیار بنا لیے اور ہم نے کیا بنایا، یہ کہ ایک دوسرے کی پگڑی اُچھالی، کسی مسلمان کو مشرک، کسی کو بدعتی، کسی کو گمراہ اور کسی کو ملحد بنایا۔ اختلافات کی خلیج گہری سے گہری تر ہوتی چلی گئی اور میدان دوسروں کے ہاتھ رہا، انہوں نے مسلمانوں کی باہمی چپقلش سے خوب فائدہ اٹھایا۔

Marfat.com

ذرا دل تھام کر ۱۹۸۵ء کے اخبارات میں شائع ہونے والی یہ خبریں پڑھیے!

"بنگلہ دیش میں کئی لاکھ مسلمان عیسائی ہوگئے۔" (ایک خبر)

"ضلع رحیم یار خاں میں کئی ہزار افراد نے عیسائی مذہب قبول کرلیا۔ حکومت نے تحقیقات کا حکم دے دیا۔" (دوسری خبر)

"انڈونیشیا میں ڈیڑھ کروڑ مسلمانوں کو عیسائی بنالیا گیا۔ مسلمانوں کے اس سب سے بڑے ملک میں ۶۵۰ عیسائی مشن دن رات کام کر رہے ہیں۔"

(روزنامہ جنگ، لاہور، ۱۸ نومبر ۱۹۸۵ء)

اس خبر سے چند ماہ قبل یعنی مارچ ۱۹۸۵ء میں پادری ولیم مسیح سیالکوٹی کا اشتہار نظر سے گزرا:

"مسلمانو! جواب دو! ——— تمہارے علماء مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں: "محمد صاحب مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں۔" (کتاب تقویۃ الایمان) "محمد صاحب کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔" (تقویۃ الایمان صفحہ ۵) "محمد جیسا علم زید، بکر، بچوں اور پاگلوں کو، بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے۔" (حفظ الایمان صفحہ ۸ اشرف علی تھانوی)

دوبارہ ان تمام حوالوں کو اپنے الفاظ میں لکھنے کے بعد تحریر کرتا ہے کہ:

"ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے عیسیٰ مسیح کا کلمہ پڑھو، کیونکہ تمہارے قرآن سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ آسمانوں میں زندہ موجود ہیں اور ہمارے عیسیٰ مسیح اندھوں کو بینائی، کوڑھیوں کو تندرستی اور مُردوں کو زندگی بخشتے تھے، اور ہمارے نبی عیسیٰ نے اپنی ماں کی گود میں اپنے نبی ہونے، کتاب ملنے اور اپنی ماں کی پاک دامنی کا اعلان فرمایا اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح ہر پوشیدہ بات کا علم رکھتے تھے۔" (یعنی یہ سب قرآن سے ثابت ہے) "اس لیے آؤ اے مسلمانو! ہمارے نبی عیسیٰ مسیح کا کلمہ پڑھو جو زندہ، بااختیار اور علم والے ہیں، ورنہ مُردہ،

Marfat.com

بے اختیار، بے علم نبی پر تمہارا ایمان رکھنا بے سود ہے اور تم کافر ہی ہو گے۔"

(عیاذاً باللہ ثم عیاذاً باللہ) (رضائے مصطفےٰ، گوجرانوالہ)

انتہائی دُکھ کے ساتھ یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اُس عیسائی پادری کی نقل کردہ عبارات واقعتاً مذکورہ بزرگوں کی کتابوں میں موجود ہیں — ان قرآن و حدیث سے تضاد رکھنے والی عبارات کی کوئی ایسی ویسی تاویل کر کے کسی شخص کو تو مطمئن کیا جا سکتا ہے کہ جس کے دل میں مذکورہ بزرگوں کی محبت ہو، لیکن کسی غیر کو تو صریح دلائل کے سوا مطمئن نہیں کیا جا سکتا۔

محترم قارئین! خیال فرمائیں کہ کہیں یہ ہماری اپنی انا کی خاطر جھوٹ کو جھوٹ نہ کہنے کی روش دوسرے مذاہب کو پھلنے پھولنے کا موقع تو فراہم نہیں کرتی؟ ہم اپنے بزرگوں کے تقدس کے بدلے کہیں اسلام و ایمان کو تو قربان نہیں کر رہے؟ خدارا! کبھی اس ڈگر پر بھی سوچیں کہ ہم خیر الاُمم کا لقب رکھنے والے کس چاہِ مذلت میں گرے ہوئے ہیں۔ کل قیامت کے دن اپنے خدا تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کیا مُنہ دکھائیں گے؟ اس خود فریبی کا ہمارے پاس کوئی جواب ہے؟

میرے محترم! ذرا سوچیے . . . . . . پاکستان میں فرقوں کی پہلے ہی کچھ کمی نہ تھی، اب ایک اور فرقہ یا فتنہ ڈاکٹر کیپٹن مسعود الدین عثمانی کی زیرِ قیادت سر اٹھا رہا ہے۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے نہ جانے کتنے لیبارٹری ٹیسٹوں اور اپریشنوں کے بعد ایک نئی "توحید" دریافت فرمائی ہے۔ آپ کے نزدیک تمام علماء بریلی، علماء دیوبند، علماء اہل حدیث اور حنبلی و مودودی وغیرہ سب گمراہ عقیدوں کے پیرو ہیں۔ فی الوقت دنیا میں اگر کوئی برحق ہے تو ڈاکٹر عثمانی صاحب یا ان کے پیروکار — حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمایئے:

کتابچہ "اختلافی مسائل اور مسئلہ تکفیرِ امت" (خصوصاً صفحہ ۱۷-۱۸-۲۲)

یہ کتابچہ ڈاکٹر صاحب کے ایک چیلے کا تحریر فرمودہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کی حالت زار پہ رحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین!

Marfat.com

بریلوی

اب کچھ علماءِ بریلی کے متعلق عرض کیا جاتا ہے۔ آپ پچھلے صفحات میں یہ وضاحت پڑھ چکے ہیں کہ دیوبند اور بریلی بھارت کے دو شہروں کے نام ہیں۔ ان شہروں میں اہلِ سنّت (حنفیہ) کے بڑے بڑے مدارس تھے۔ اختلافِ عقیدہ کی بنا پر ان دونوں کو پہچان کے لیے اپنے اپنے شہروں کی طرف منسوب ہونا پڑا۔ پھر یہی نسبت عقیدہ کی بات کرتے وقت ایک امتیازی نشان بن گئی۔ ورنہ نہ تو دیوبند کسی عقیدے کا نام ہے اور نہ ہی بریلی۔ جیسا کہ قبل ازیں یہ بھی عرض کیا جاچکا ہے کہ علماءِ مدرسہ دیوبند محمد بن عبدالوہاب کے نظریات سے متاثر ہوکر ان کی طرف مائل ہوگئے تھے جیسا کہ فتاوٰی رشیدیہ وغیرہ کی عبارات سے عیاں ہے اور علماءِ مدرسہ بریلی کے متعلق مشہور و معروف اہلِ حدیث عالمِ دین مولوی ثناء اللہ امرتسری تحریر کرتے ہیں:

"امرتسر میں مسلم آبادی غیر مسلم آبادی کے مساوی ہے۔ اسّی سال پہلے قریبًا سب مسلمان اِسی خیال کے تھے، جن کو آجکل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔"
(شمعِ توحید از مولوی ثناء اللہ امرتسری)

دورِ حاضر کے ایک معروف مؤرخ شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

"انہوں (فاضلِ بریلوی) نے نہایت شدّت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔" (موجِ کوثر، طبع ہفتم ص۰۰)

ہندوستان کے معروف محقق مالک رام رقمطراز ہیں:

"جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ بریلی مولانا احمد رضا خاں مرحوم کا وطن ہے وہ بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم تھے۔" (نذرِ عرشی، مطبوعہ دہلی)
(تینوں حوالے از دعوتِ فکر ص۱۱)

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ مدرسہ بریلی والے کسی تحریک سے متاثر ہوکر نئے عقیدے کے حامی نہیں تھے، بلکہ "نہایت شدّت سے قدیم حنفی طریقوں کے حامی اور قدیم الخیال عالم تھے"

Marfat.com

پھر بریلی ہی کیا پہلے امرتسر کے بھی تقریباً تمام مسلمان اسی عقیدہ سے تعلق رکھنے والے تھے (اور یہ کسی بریلوی مکتبِ فکر کے آدمی کا خیال ہی نہیں، بلکہ اہلِ حدیث (وہابی) عالمِ دین کے تاثرات ہیں)

باوجودیکہ یہ علماء سخت گیر قسم کے قدیم الخیال تھے، پھر بھی بہت سے لوگ کہ جن کے افعال و کردار میں مکروہ اور بدعتی امور شامل تھے، خود کو اسی مسلک کے حامی کہلوانے لگے۔ ان لوگوں نے اعمال میں اُن خرافات مثلاً بعض درختوں وغیرہ کو حصولِ اولاد کے لیے دھاگے باندھنا، وہاں چراغ لگانا، ہار لٹکانا۔ نوجوان عورتوں کا عُرسوں اور عام مزارات پر جانا، وہاں مردوں اور عورتوں کا اکٹھے گھومنا، بعض جاہلوں کا بزرگوں کی قبور کو سجدہ کرنا یا بچوں کا سر ٹیکنا یا طواف کرنا یا بعض جعلی پیروں کا اپنے آپ کو سجدہ[1] کرانا، عورتوں کے جھرمٹ میں بیٹھ کر خوش ہونا، یونہی بعض ناجائز منتیں ماننا، بزرگانِ دین کی رُوح کو ایصالِ ثواب کے لیے ختم شریف دلانے وقت ڈھول باجے وغیرہ کو شامل کر لیا جو کسی بھی صورت لائقِ تحسین نہیں اور جن کی خود علماء بریلی نے سختی کے ساتھ تردید کی۔ اس ضمن میں مشہور عالمِ دین امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے چند ایک فتاوے نقل کیے جاتے ہیں تاکہ ایسے لوگوں کو عبرت حاصل ہو:

مسئلہ نمبر ۱ کیا فرماتے ہیں علماء اہلِ سنت اس صورت میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد رہتے ہیں اور فلانے طاق میں شہید رہتے ہیں اور اس درخت پر اور اس طاق کے پاس جا کر ہر جمعرات کو فاتحہ، شیرینی اور چاول وغیرہ کی دلاتے ہیں، ہار لٹکاتے ہیں، لوبان سلگاتے ہیں، مُرادیں مانگتے ہیں ایسا دستور اس شہر میں بہت جگہ واقع ہے۔ کیا شہید مردان درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں؟

---

[1] بزرگانِ دین، اساتذہ یا والدین کے ہاتھ پاؤں کا بوسہ لینا حدیث پاک سے ثابت ہے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکثر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک کا بوسہ لیتی تھیں اور کئی صحابہ کرام نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک اور پائے اقدس کے بوسے لیے لہٰذا چومنے کو سجدہ میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔

Marfat.com

اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر؟ جواب عام فہم اور مع دستخط کے تحریر فرمائیے
بیّنوا بالکتاب توجروا بالثّواب۔

الجواب: یہ سب واہیات و خرافات اور جاہلانہ حماقات و بُطلات ہیں، ان کا ازالہ لازم ہے، ما انزل اللہ بہا من سُلطان (یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی (مرتب)) ولا حول ولا قوّۃ الّا باللہ العلیّ العظیم۔

(کتبہٗ عبدہ المذنب: احمد رضا عفی عنہ بمحمدنِ المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) (احکامِ شریعت، حصّہ اوّل)

مَسئلہ ۲۷: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بزرگوں کے مزار پر عُرسوں میں یا اُس کے علاوہ عورتیں جاتی ہیں۔ پاکی یا ناپاکی کی حالت میں بھلائی کی طلب و حاجت برآئی کے لیے وہاں بیٹھتی ہیں، تو کیا اس قبرستان میں ان کا ٹھہرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: عورتوں کو مزاراتِ اولیاء و مقابرِ عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے۔ (احکامِ شریعت حصّہ اوّل)

مَسئلہ ۲۸: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ بوسہ دینا قبرِ اولیاء کرام کو اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً ازرُوئے شرع شریف موافقِ مذہبِ حنفی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: بلاشبہ غیر کعبہ معظّمہ کا طوافِ تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط (یعنی احتیاط یہ ہے کہ) منع ہے۔ خصوصاً مزاراتِ طیبہ اولیائے کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو، یہی ادب ہے۔۔۔

Marfat.com

. . . . . . الخ . . . . . . واللہ تعالیٰ اعلم! (احکامِ شریعت حصّہ دوم)

مسئلہ ۹۰: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ: (۱) پیر سے پردہ ضروری ہے کہ نہیں؟ (۲) ایک بزرگ عورتوں سے بلا حجاب حلقہ کراتے ہیں اور حلقہ کے بیچ میں بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں، توجہ ایسی دیتے ہیں کہ عورتیں بیہوش ہوجاتی ہیں۔ اُچھلتی کودتی ہیں اور اُن کی آواز مکان سے باہر دُور سُنائی دیتی ہے۔ ایسی بیعت ہونا کیسا ہے؟ بیّنوا و توجروا!

الجواب: (۱) پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو (واللہ تعالیٰ اعلم)

(۲) یہ صورت محض خلافِ شرع و خلافِ حیا ہے، ایسے پیر کی بیعت نہ چاہیے (واللہ تعالیٰ اعلم) (احکامِ شریعت حصّہ دوم)

علماء بریلی میں سے ایک اور ... عالم تحریر کرتے ہیں:

مسئلہ: مسجد میں چراغ جلانے، یا طاق بھرنے یا فلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے یا گیارھویں کی نیاز دلانے یا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ یا شاہ عبدالحق کا توشہ یا محرم کی نیاز، یا شربت یا سبیل لگانے یا میلاد شریف کرنے کی منت مانی تو یہ منت شرعی نہیں، مگر یہ کام کرنے منع نہیں ہیں کرلے تو اچھا ہے۔ ہاں البتہ اس کا خیال رہے کہ کوئی بات خلافِ شرع اس کے ساتھ نہ ملائے، مثلاً طاق بھرنے میں رت جگا ہوتا ہے جس میں کنبہ اور رشتہ کی عورتیں اکٹھا ہوکر گاتی بجاتی ہیں، یہ حرام ہے۔ یا چادر چڑھانے کے لیے بعض لوگ تاشے باجے کے ساتھ جاتے ہیں، یہ ناجائز ہے . . . . . . الخ

(بہارِ شریعت حصّہ نہم)

مسئلہ: بعض جاہل عورتیں بچوں کے ناک کان چھدوانے اور بچوں کی چوٹیاں رکھنے کی منت مانتی ہیں، جن کا جواز کسی طرح ثابت نہیں۔ اوّلاً ایسی واہیات

Marfat.com

منتوں سے بچیں۔ اگر مانی ہوں تو پوری نہ کریں اور شریعت کے مقابلہ میں اپنے لغو خیالات کو دخل نہ دیں، نہ یہ کہ ہمارے بڑے بوڑھے یُوں ہی کرتے چلے آئے ہیں، اور یہ منت پوری نہ کریں گے، تو بچہ مر جائے گا۔ اگر مرنے والا ہوگا، تو یہ ناجائز منتیں بچا نہ لیں گی۔ منت مانا کرو تو نیک کام مثلاً نماز، روزہ، خیرات، دُرود شریف، کلمہ شریف، قرآن مجید پڑھنے، فقیروں کو کھانا دینے، کپڑے پہنانے وغیرہ کی منت مانو اور اپنے یہاں کے کسی سُنّی عالمِ دین سے دریافت کرلو کہ یہ منت ٹھیک ہے یا نہیں (بہارِ شریعت، حصّہ نہم)

مذکورہ بالا فتاوٰی سے علماء اہلِ سنت (بریلوی) کا مذہب عیاں ہے۔ رسومِ باطلہ پر عمل کرنے والے خیال فرمائیں کہ جن رسومِ باطلہ کے ناجائز ہونے پر تمام علماء (بریلی، دیوبند، اہل حدیث) متفق ہیں، اُن کو اپنانا آخر کس مسلک پر عمل کرنا کہلوائے گا۔ ایک دوسرے پر کوئی الزام لگانے میں انتہائی محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ اس بارے میں معروف بزرگ اور بریلوی عالمِ دین مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی کے اس ارشاد سے خاصی راہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے:

"ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمۂ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزامِ کفر کرے گا، تو ہم اس کی تکفیر میں تامّل نہیں کریں گے، خواہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لیگی ہو یا کانگریسی، نیچری یا ندوی، اس سلسلے میں اپنے پرائے کا امتیاز اہلِ حق کا شیوہ نہیں۔"

(چند سطور کے بعد ہے:)

"ہم اور ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا ہے کہ ہم کسی دیوبند یا لکھنؤ والے کو کافر نہیں کہتے۔ ہمارے نزدیک صرف وہی کافر ہیں، جنہوں نے معاذ اللہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اور محبوبانِ ایزدی کی شان میں گستاخیاں کیں

Marfat.com

اور باوجود تنبیہ شدید کے اپنی گستاخیوں سے توبہ نہیں کی۔ نیز وہ لوگ جو ان گستاخیوں پر مطلع ہوکر اور ان کے صریح مفہوم کو جان کر ان گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں اور گستاخوں کو مومن، اہلِ حق، اپنا مقتدا اور پیشوا مانتے ہیں اور بس ان کے علاوہ ہم نے کسی مدعیٔ اسلام کی تکفیر نہیں کی۔ ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی ہے، اگر ان کو ٹٹولا جائے، تو بہت قلیل اور محدود افراد ہیں۔ ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے اور نہ بریلی کا۔"

(مقالاتِ کاظمی، حصہ دوم، ص ۲۵۸)

اگر بنظرِ انصاف دیکھا جائے، تو اس فتوٰی سے کوئی بھی مسلمان اختلاف نہیں کر سکتا، وہ کسی بھی مسلک کا پیرو کار کیوں نہ ہو، کیونکہ ہر ایمان والے کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی شان میں گستاخی کفر ہے۔

آخر میں ایک بار پھر علماء حضرات سے بالخصوص اور عوام النّاس سے بالعموم اللہ تعالیٰ جل شانہٗ و رسول اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی عزت کا واسطہ (جو تمہارے دلوں میں) دے کر گزارش کرتا ہوں کہ خدارا ضد بازی کو ترک کر دیں، حق گوئی میں اپنے بیگانے کا امتیاز نہ کریں، دنیا کی بجائے آخرت کو ترجیح دیں۔ خیال فرمائیں کہ اگر دورِ جدید کے علامہ احسان الٰہی ظہیر جیسے شدت پسند کہ جن کی زبان سے بیگانے تو بیگانے اپنے بھی نالاں[۱] ہوں جو سٹیج پر میت کے سوم کے ختم کو بدعت قرار دینے کے باوجود صرف حکومتِ وقت کو راضی کرنے کے لیے ایک اعلیٰ عہدے دار کی رسمِ قل میں شرکت کر سکتے ہیں[۲]، تو کیا خدا اور اس کے رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو راضی کرنے کے لیے تھوڑی سی قربانی نہیں دے سکتے؟ اور مفتی محمود صاحب حصولِ اقتدار اور سیاسی اتحاد کی خاطر لیاقت باغ راولپنڈی کے

---

[۱] ملاحظہ فرمائیں، ہفت روزہ "اہلِ حدیث، لاہور" ص ۵، ۲۰ اگست ۱۹۸۴ء

[۲] " " " " " ص ۷ " " "

انتخابی جلسہ میں یہ اعلان فرما سکتے ہیں،

"مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور میں دونوں حضرت داتا گنج بخش ہجویری اور قائدِ اعظم محمد علی جناح کے مزاروں پر جاکر مزاروں پر جاکر فاتحہ خوانی کرنے کو تیار ہیں، بشرطیکہ مولانا کوثر نیازی استعفیٰ دے دیں۔" (نوائے وقت ۵ فروری ۱۹۷۷ء) (دین کے آئینہ میں)

تو کیا مذہبی اتحاد اور رضائے خدا تعالیٰ کی خاطر ذرا وسعتِ قلبی کا مظاہرہ نہیں کیا جا سکتا؟ اگر بھٹو صاحب کے معزول ہونے کی خوشی میں حلوے کی دیگیں پکا کر (اور اکثر جگہ ختم شریف پڑھ کر) دیوبندی، بریلوی سب اکٹھے بیٹھ کر کھا پی سکتے ہیں، تو کیا اپنے نبی کی ولادت کی خوشی میں اس اتحاد کا مظاہرہ نہیں کیا جا سکتا؛

ہم مسلمان جتنا زور ان اشیاء کے جائز یا ناجائز ثابت کرنے پر صرف کرتے ہیں۔ اگر اس سے نصف محنت بھی ملک میں پھیلی ہوئی فحاشی، عیاشی، رشوت اور چور بازار جیسی قباحتوں کے خلاف کرتے، تو یقیناً ان میں بڑی حد تک کمی آجاتی، مگر کیا کیا جائے بے گناہ کے کام کرنے میں تو ہمارا بڑا اتحاد ہو جاتا ہے، لیکن جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کام ہو تو فوراً اختلاف ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ دے اور اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے اتحاد و اتفاق عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنی اور اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی محبت اور اطاعت کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین!

ضروری وضاحت: (۱) اس کتابچہ میں جتنے حوالے نقل کیے ہیں، وہ پوری ذمہ داری سے نقل کئے گئے ہیں۔ (۲) بندہ ناچیز (مؤلف کتابچہ) نے یہ کتابچہ پورے اخلاص اور للہیت کے ساتھ اتحادِ مسلم کے جذبہ کے تحت لکھا ہے، فلہٰذا اگر میرے قلم سے کوئی ایسے الفاظ تحریر ہو گئے ہوں کہ جن سے کسی صحیح العقیدہ مسلمان کو دلی صدمہ پہنچا ہو یا خدائے لم یزل کی ناراضگی کا باعث ہوں تو بندہ معذرت خواہ ہے اور بارگاہِ ربّ العزت سے اس کے حبیب علیہ السلام کے صدقہ، اس قصور کے عفو کا خواستگار ہے

لہ ۲۱ فروری ۱۹۸۶ء کے اخبار جنگ میں ہے کہ مفتی محمود اور عبید اللہ انور داتا دربار گئے وہاں حلوہ تقسیم کیا اور ان کی دستار

Marfat.com

اگر آپ فیصلہ نہیں کر سکتے تو...

استخارہ کیجئے!

ہر مذہب و مسلک اپنے حق میں دلائل دیتا ہے۔ اگر آپ تذبذب میں ہوں تو استخارہ کیجئے!
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
ہم کو ہر کام کے لئے دُعائے استخارہ سکھلاتے تھے، جس طرح قرآن کریم کی سورت سکھلاتے اور
فرماتے کہ تم میں سے جب کوئی کسی کام کا ارادہ کرے، تو دو رکعت نماز نفل پڑھے اور کہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ
اے اللہ! میں تیرے علم کے ساتھ تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعے سے طلب قدرت کرتا ہوں اور تجھ سے تیرا فضل عظیم
الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ
مانگتا ہوں کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا تو سب کچھ جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے
اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ
اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ امر (جس کا میں قصد و ارادہ رکھتا ہوں) میرے دین و ایمان اور میری زندگی اور میرے بچے کار
أَمْرِي وَعَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ
میں دنیا و آخرت میں میرے لیے بہتر ہے تو اس کو میرے لیے مقدر کر دے اور میرے لیے آسان کر دے پھر اس میں میرے واسطے برکت دے
اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ
اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے برا ہے میرے دین و ایمان میری زندگی اور میرے انجام کار دنیا و
أَمْرِي وَعَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ
آخرت میں تو اس کو مجھ سے اور مجھ کو اس سے پھیر دے اور جہاں کہیں بہتری ہو میرے لیے
الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ ط یہاں اپنی حاجت کا نام لے (بخاری شریف)
مقدر کر پھر اس سے مجھے راضی کر دے۔

Marfat.com

(ترجمہ) "اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں تیرے علم کے ساتھ اور قدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت کے ساتھ اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں، بیشک تو قادر ہے، میں عاجز ہوں، تو جانتا ہے۔ اور میں بے علم ہوں اور تو تو (تمام) غیبوں کا جاننے والا ہے اے اللہ تعالیٰ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے دین و دُنیا، زندگی و آخرت میں بہتر ہے اور اس اور اس جہان میں تو اسے مجھ کو عطا فرما اور اس کام کو میرے لیے آسان کر دے اور اس میں مجھے برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے، میرے دین، میرے معاش، میری زندگی، میرے انجام میں اس جہان یا اُس جہان میں بُرا ہے، تو مجھے اس سے بچا اور اُسے مجھ سے دور رکھ اور مجھے بھلائی عطا فرما، جہاں ہو پھر مجھ کو اس کے ساتھ راضی کر۔" (یہاں اپنی حاجت کا نام لے)

مَسائل: مستحب ہے کہ دُعا کے اوّل و آخر درود شریف ضرور پڑھے۔ پھر بڑی عاجزی انکساری اور دلجمعی کے ساتھ دُعا کرے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سات بار (روز) استخارہ کرے، پھر دیکھے کہ دل میں کیا گزرا۔ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ دُعا مانگ کر باوضو قبلہ رُو ہو کر سو جائے۔ اگر خواب میں سفیدی یا سبزی نظر آئے تو بہتر ہے۔ اگر سیاہی یا سُرخی دیکھے تو جس خیال پر آپ ہیں، وہ غلط ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم)

نوٹ:
(۱) بیرونِ جات کے احباب، **دو** روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں
(۲) اگر کوئی صاحب یہ کتاب چھپوا کر فی سبیل اللہ تقسیم کرنے کا خواہشمند ہو تو وہ ہم سے رابطہ قائم کرے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ہر ممکن تعاون کریں گے۔

(کتبہ: محمد عاشق حسین ہاشمی، چینوٹ)

Marfat.com

Marfat.com

محمد سعید الحسن شاہ صاحب کی بعض دیگر تصانیف

[illegible] امام الانبیا :- (علیہ الصلوٰۃ والسلام) "قرآن کریم و بائبل کی روشنی میں" قرآن پاک ، تورات ، [illegible] انجیل ، مکاشفات انبیا ، غیر مسلم مدبرین کی کتب اور خبارات و رسائل کے سینکڑوں حوالوں سے مزین ایک [illegible] دیدہ زیب کتابت و طباعت مجلد صفحات ۳۹۲ (ہدیہ ۶۵ روپے)

[illegible] کی طب نبوی :- (علیہ الصلوٰۃ والسلام) حضور ﷺ کی گھریلوں زندگی عادات و خصائل [illegible] ہوئی ایک منفرد اور بے مثل کتاب ، خوبصورت کتابت و طباعت مجلد دلکش ٹائیٹل ، صفحات [illegible] (ہدیہ ۴۵ روپے)

[illegible] الوقتہ :- نماز کے موضوع پر خوبصورت کتابچہ صفحات ۲۵ ہدیہ ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ

[illegible] کیوں ؟ ملک میں بڑھتی ہوئی غارت گری ، خون ریزی اور غنڈہ گردی کے خلاف حکم جلو ، [illegible] ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ

[illegible] اور فلسطین کے مسلمانوں پر گزرنے والی قیامت صغریٰ کی خونچکاں داستان کے چند اوراق ، [illegible] ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ

[illegible] و مسائل ماہ صیام :- صفحات ۱۶ ہدیہ ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ مسائل قربانی :- صفحات ۱۶ [illegible] ایک روپیہ کے ڈاک ٹکٹ

[illegible] اشاعت : ادارہ حزب الاسلام ۲۰۱ / ر ب براستہ ماموں کانجن ضلع فیصل آباد

دعوت انصاف عمل :- مرزا قادیانی کے کفریات و باطل عقائد پر مشتمل ایک بہترین کتاب صفحات ۲۰ صرف دو روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔

[illegible] کا انکشاف :- کیا آپ جانتے ہیں آپ کو لذیذ اور ٹھنڈے مشروبات کی شکل میں خنزیر کے [illegible] کی رطوبت اور مٹھائی وغیرہ کی شکل میں حرام جانوروں کی چربی پلا اور کھلا دی جاتی ہے تفصیلات جاننے کے لئے [illegible] دو روپیہ کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں

نوٹ :- ڈاک ٹکٹ خرچہ ڈاک کے لئے طلب کئے جاتے ہیں خود تشریف لانے والے احباب کو کتب مفت پیش کی جاتی ہیں۔

ادارہ حزب الاسلام ۲۰۱ / ر ب براستہ ماموں کانجن فیصل آباد

Marfat.com

محمد سعید الحسن شاہ صاحب کی بعض دیگر تصانیف

سیرت امام الانبیا :- (علیہ الصلوٰۃ والسلام) " قرآن کریم و بائبل کی روشنی میں " قرآن پاک ، تورات ، انجیل ، [illegible] مقامات انبیا ، غیر مسلم مدبرین کی کتب اور اخبارات و رسائل کے سینکڑوں حوالوں سے مزین ایک [illegible] دیدہ زیب کتابت و طباعت مجلد صفحات ۳۹۲ (ہدیہ ۶۵ روپے)

[illegible] کی شمع طب نبوی :- (علیہ الصلوٰۃ والسلام) حضور ﷺ کی گھریلوں زندگی عادات و خصائل [illegible] پر لکھی ہوئی ایک منفرد اور بے مثل کتاب ، خوبصورت کتابت و طباعت مجلد دلکش ٹائیٹل ، صفحات [illegible] ہدیہ [illegible] ۲۵ روپے)

[illegible] الوتر :- نماز کے موضوع پر خوبصورت کتابچہ صفحات ۲۵ ہدیہ ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ

[illegible] کیوں ؟ ملک میں بڑھتی ہوئی غارت گری ، خون ریزی اور غنڈہ گردی کے خلاف حکم جلو ، [illegible] ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ

[illegible] عراق اور فلسطین کے مسلمانوں پر گزرنے والی قیامتِ صغریٰ کی خونچکاں داستان کے چند اوراق ، [illegible] ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ

فضائل و مسائل ماہ صیام :- صفحات ۱۶ ہدیہ ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ مسائل قربانی :- صفحات ۱۶ [illegible] ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ

سیکرٹری نشر و اشاعت : ادارہ حزب الاسلام ۲۰۱ ر ب براستہ مانانوالہ ضلع فیصل آباد

دعوت انصاف عمل :- مرزا قادیانی کے کفریات و باطل عقائد پر مشتمل ایک بہترین کتاب صفحات ۲۰ صرف دو روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں ۔

[illegible] کا انکشاف :- کیا آپ جانتے ہیں آپ کو لذیذ اور ٹھنڈے مشروبات کی شکل میں خنزیر کے [illegible] کی رطوبت اور مٹھائی وغیرہ کی شکل میں حرام جانوروں کی چربی پلا اور کھلا دی جاتی ہے تفصیلات جاننے کے لئے [illegible] دو روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں

نوٹ :- ڈاک ٹکٹ خرچہ ڈاک کے لئے طلب کئے جاتے ہیں خود تشریف لانے والے احباب کو کتب مفت پیش کی جاتی ہیں ۔

ادارہ حزب الاسلام ۲۰۱ ر ب براستہ مانانوالہ فیصل آباد

Marfat.com